بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

إذَا أُقِيۡمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُوۡمُوۡا حَتّٰى تَرَوۡنِي. (متفق عليه)

جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو (بخاري ومسلم)

# مسئلۂ اقامت

یعنی اقامت کے وقت کھڑے ہونے کی تین صورتیں


مؤلف

مولانا ساجد علی مصباحی



..... ناشر .....

المجمع النعماني، کسیا، پوسٹ منھدوپار، ضلع سنت کبیر نگر (یوپي)

************************************

نام کتاب : مسئلہ اقامت

نام مؤلف : مولانا ساجد علی مصباحی

پروف ریڈنگ : مولوی رضوان دانش و مولوی محمد ہاشم
(طلبۂ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ)

تعداد صفحات : ۵۶

تعداد کتاب : گیارہ سو (۱۱۰۰)

سن طباعت بار اوّل : ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ/ جولائی ۲۰۰۱ء

سن طباعت بار دوم : شعبان ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء

قیمت : پچیس روپے (Rs. 25/-)

## ملنے کے پتے

❖ **رضوی کتاب گھر** مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

❖ **دار القلم** قادری مسجد جوگا بائی، ذاکر نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

❖ **کتب خانہ امجدیہ** مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

❖ **دار العلوم اہلسنّت** جعفر پور بریلی شریف (یوپی)

❖ **مجلس اسلامی** بلاسپور روڈ، شیش گڑھ بریلی شریف (یوپی)

# كلمة الناشر

عصر حاضر ملت اسلامیہ کے لئے ایک بہت ہی پر آشوب اور پر خطر دور ہے ملت بیضہ کو مختلف فرقوں اور گروہ بندیوں میں تقسیم کرنے کا جو بیڑا اقوم یہود ونصاریٰ نے جو اٹھایا ہے۔ تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔اسی لئے کہ قوم مسلم سیاسی، معاشرتی، سماجی معاشی اور بالخصوص مذہبی اعتبار سے پارہ پارہ ہو جائے۔

اس وقت پوری دنیا اور بالخصوص برصغیر ہندو پاک میں تقسیم انتہائی خطرناک رُخ اختیار کر چکی ہے۔ یہاں کا ہر گروہ اپنی صداقت وحقانیت کے دعوے کر رہا ہے ہر فرقہ اس بات کا دعویدار ہے کہ وہ قرآن واحادیث کے اصول پر چل رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ اگر ان فرقوں کے معمولات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ان کے اندر پورے طور پر نفسیانیت کی کرم فرمائیاں ہیں۔

ہاں مسلمانوں کا ایک گروہ ہے جو سواد اعظم ہے جو دور صحابہ سے آج تک غالب اکثریت میں ہر جگہ موجود ہے یہی وہ جماعت ہے جو امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اجتماعی عقائد ونظریات کی علم بردار ہے اسی گروہ کو قرآن حکیم نے "سبیل المؤمنین" کے خطاب سے سرفراز کیا ہے اور اس سے علاحدگی کو طریق جہنم قرار دیا ہے۔ یہی وہ مبارک جماعت ہے جو احادیث مبارکہ میں کہیں "السواد الاعظم" کہیں "اهل السنة و الجماعة"، "الجماعة "اور کہیں "ما انا علیه و اصحابی" کے نام سے یاد کی گئی ہے۔ اس جماعت کے عقائد و معمولات وہی ہیں جو قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔ اس کے افکار و نظریات صحابہ کرام کے نقوش پا ہیں۔ یہی گروہ قادری، نقشبندی، چشتی، سہروردی، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کے نظریات کا پابند رہا ہے۔ برصغیر ہندو پاک کے مسلمان اکثریت میں مسلکی اعتبار سے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متولد ۸۰ ہجری/ متوفی ۱۵۰ ہجری) کے پیرو ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہی مسائل کو امت مسلمہ پر واضح اور صاف ستھرا کر کے پیش کیا۔ علم فقہ کے چار ماخذ ہیں۔ پہلا قرآن، دوسرا سنت رسول اللہ، تیسرا اجماع صحابہ، چوتھا قیاس یعنی کسی علت مشترکہ کی وجہ سے دوسرے امور میں وہی حکم جاری کرنا۔ تدوین فقہ کا مقصد صرف یہی تھا کہ عملی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت کے متفرق مسائل کو منظّم ومرتب کر دیا جائے اور اس کی ایسی فیصلہ کن حیثیت متعین کر دی جائے جن پر مسلمان سہولت کے ساتھ کما حقہ عمل کر سکیں۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت مسلمہ پر یہ کرم فرمایا کہ فقہی مسائل کو واضح کر کے پیش کر دیا تا کہ امت اختلاف وانتشار سے محفوظ رہے۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متولد ۱۸۱ ہجری/ ۷۹۷ عیسوی) نے فرمایا امام المسلمین ابوحنیفہ نے شہروں کو زینت بخشی اور شہروں میں بسنے والوں پر احسان کیا۔ (ص ۳۹، دفاع امام ابوحنیفہ، لاہور)

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م-۲۰۴ھ/۸۱۹ء) فرماتے ہیں: تمام لوگ فقہ میں امام اعظم کے محتاج ہیں۔ (ص:۵،ج:۹، الاعلام، الزرکلی) دسویں صدی ہجری کے مجدد حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ (م-۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) نے فرمایا: حضرت امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال حضرت عیسیٰ روح اللہ کی مانند ہے جنہوں نے ورع وتقویٰ کی برکت اور سنت کی متابعت کی بدولت اجتہاد واستنباط میں وہ بلند درجہ حاصل کیا ہے کہ دوسرے حضرات کے فہم اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں (ص:۲۰۰،مکتوبات شریف،ج:۲،مکتوب ۵۵)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م-۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) فرماتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اسی کی معرفت عطا فرمائی کہ مذہب حنفی ایک بہترین طریقہ ہے۔

(ص:۲۲،الانصاف،شاہ ولی اللہ،مطبوعہ استنبول)

تقریباً ڈیڑھ صدی قبل تک برصغیر کے اسّی فیصد لوگ امام اعظم کے مسلک پر گامزن تھے مگر انگریزوں کے تسلط کے بعد مسلمان جب فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے تو ان کو ائمہ کرام کی تقلید سے دور کرنے کی کوشش کی۔ اور حالات کو اس حد تک بدلنے کی کوشش کی کہ ایک قرآن وحدیث کی فہم سے نابلد انسان امام کے مسلک کا باغی ہو کر خود راستہ متعین کرنے کے لئے کھڑا ہو رہا ہے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاہل لوگ علم کے ٹھیکے دار بن بیٹھیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

مسلک امام ابوحنیفہ کا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ نماز میں تکبیر کے وقت **حیّ علی الصلوٰۃ** پر کھڑا ہوا جائے یہ ایک متفقہ مسئلہ ہے مگر عصر حاضر میں وہابیوں جو اپنے آپ کو اہل حدیث بھی کہتے ہیں اس پر واویلا مچا رکھا ہے اس کی کیا حقیقت ہے اور اس کی کیا نوعیت ہے اسی مسئلہ کی وضاحت کتاب ہذا ''مسئلہ اقامت'' میں استاذ گرامی قدر حضرت علامہ مولانا ساجد علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے بڑے سنجیدہ اور حسین پیرایہ میں کی ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر یقیناً ایک حقیقت پسند انسان ضرور حق کو اپنانے کی کوشش کرے گا۔ حضرت علامہ ساجد علی مصباحی ایک ذی صلاحیت عالم ہیں اس سے قبل بھی ان کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جو اپنے حسین اسلوب بیان اور صداقت وحق بیانی کے ترجمان ہونے کی حیثیت سے مقبول عام وخاص ہو چکی ہیں۔

ہم قارئین سے گزارش کریں گے کہ وہ اس کتاب کا حق بین نگاہ سے مطالعہ کریں تاکہ صحیح راستہ کی معرفت حاصل ہو سکے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مصنف اور ان کے صدقے ہم سب کو صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

**محمد عابد رضا برکاتی مصباحی**، دارالقلم، دہلی

بروز بدھ ۱۷ رشعبان المعظم ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰/۷/۲۰۱۱ء

# تقریظِ جمیل

## حضرت علامہ مفتی نعیم الحلیم ابو العرفان صاحب قبلہ

مفتی ادارۂ شرعیہ حنفیہ نظامیہ، فرنگی محل، لکھنؤ

×××××××××××××××××××××××××××××××××××××××××

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اما بعد! عزیز گرامی قدر مولانا **ساجد علی مصباحی**، استاذ دارالعلوم وارثیہ، گومتی نگر، لکھنؤ نے کافی محنتِ شاقہ اور عرق ریزیِ بسیار کے بعد گلستانِ شریعتِ مطہرہ کے سدا بہار پھولوں سے عطر مجموعہ کشید کر کے روحِ نماز کو معطر کرنے کی سعیِ بلیغ فرمائی ہے۔ جَزَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی خَیۡرَ الۡجَزَاء۔

میں نے جا بجا تحریر وطریقِ استدلال کا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل کی، کافی مفید و بہتر اور اپنے اسلاف کرام کے مطابق پایا جس سے اب زمانہ بے خبر، حقیقتوں سے دور اور شرارتوں سے معمور ہوتا جا رہا ہے۔

اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ اس سعیِ بلیغ کو قبولیتِ تامہ عطا فرمائے اور اس کی خوشبوے لطیف سے لوگوں کی روح معطر اور ان کی نمازوں کو منور فرمائے۔

ہمارے اجداد کرام بانی درس نظامی استاذ الہند حضرت **ملا نظام الدین** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لے کر مولانا **ابو الحسنات محمد عبد الحیٔ** رحمۃ اللہ تعالی علیہ

واستاذی ووالدی المحترم حضرت مولانا **مفتی محمد عتیق میاں** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک تمام حضرات فرنگی محل ہمیشہ علماے سلف کے اقوال کو پیش نظر رکھتے ہوئے شرعی فیصلے صادر فرماتے آئے ہیں جو افراط وتفریط سے مصؤن ومحفوظ اور للّٰہیت وحقانیت کے مظہر ہوتے تھے۔ جیسا کہ جدّ محترم حضرت مولانا **ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرنگی محلی نے واضح طور پر اسلاف کی پیروی فرماتے ہوئے ”عمدۃ الرعایۃ“ میں تحریر فرمایا ہے:

وَ فِیْهِ إِشَارَةٌ إِلیٰ أَنَّهٗ إِذَا دَ خَلَ الْمَسْجِدَیُکْرَهُ لَهٗ انْتِظَارُ الصَّلَاةِقَائِماً، بَلْ یَجْلِسُ فِیْ مَوْضَعٍ ثُمَّ یَقُوْمُ عِنْدَ ”حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ“۔

لہٰذا قیام وتسویۂ صفوف ”حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ“ پر سرعت وپھرتی کے ساتھ ہو جانی چاہیے؛ اس لیے کہ اس کے بعد ” قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ “کی صداے دل نواز سے حضوریِ ربّ العٰلمین کی سعادتِ عظمیٰ سے سرفراز ہونا ہے۔

حضرتِ والدِ محترم قدّس سرّہٗ العزیز کا ارشاد گرامی قدر تھا کہ دوسو سال قبل والی کتابوں کا مطالعہ کرنا؛ اس لیے کہ زمانۂ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے بڑھتی ہوئی دوریوں کی وجہ سے دلوں سے نورانیت ختم ہوتی جارہی ہے اور اکثر علما اربابِ حکومت واقتدار کے آلہ کار بن گئے ،نفسانیت ومادّیت کے غلبہ اور ہوسِ حکومت واقتدار نے روح شریعتِ مطہّرہ کو مجروح کر دیا ہے۔ اسبابِ افتراق ،اربابِ حکومت اور اہلِ ہوا وہوس کے لیے نعمتِ عظمیٰ بن گئے۔ باطل نے قدم جمانے اور اپنے مکروہ چہروں کو چھپانے کے لیے بیش قیمت سنہری مادّی نقابوں کو استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔

امتدادِ زمانہ کے باعث ہدایت ورہبری کے قدیم کارخانے کس مپرسی ولا پرواہی کا شکار ہونے لگے۔ پرانے نسخوں میں ہیرا پھیری کر کے نیا چمکدار لیبل

لگا کر بوگس مال سپلائی کرنے والے طمطراق کے ساتھ وجود میں آنے لگے۔اور ہماری بے توجہی سے امامت وقیادت کم فہموں اور ناتجربہ کاروں کے ہاتھوں میں آگئی جس سے لایعنی نئے نئے مسائل معرض وجود میں آکر افتراقِ امت کا باعث بننے لگے۔

اس بڑھتے ہوئے سیلابِ حوادث میں مولانا ساجد علی مصباحی صاحب کی مدلل ومکمل اور بہترین مآخذ کی حامل تحریر یقیناً مشعلِ راہِ ہدایت ہوگی۔اللہ تعالیٰ دلوں کی تاریکی دور فرما کر ہدایت ویقینِ کامل کی روشنی سے سرفراز فرمائے۔ آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ، بِرَحْمَتِكَ یَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن. فَقَطْ.

خادم العلم والعلماء ابوالعرفان فرنگی

۱۴/ ۴/ ۱۴۲۲ھ ـــــــــ ۶/۷/۲۰۰۱ء

※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※

※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※※

# کلماتِ تحسین

## حضرت علامہ مفتی محمد ایوب مظہر صاحب قبلہ

شیخ الحدیث و صدر مفتی دارالعلوم وارثیہ، گومتی نگر، لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

فاضلِ جلیل حضرت مولانا **ساجد علی مصباحی**، استاذ دارالعلوم وارثیہ، گومتی نگر، لکھنؤ درسِ نظامی کے پختہ کار مدرّس ہیں، ذہن رسا اور طبیعت اخّاذ ہے، تحقیق و جستجو مزاج کا خاصّہ ہے۔ زیر نظر کتاب انھیں کی اولیں کاوش ہے جس میں بڑے مدلل اور مؤثر انداز سے بتایا گیا ہے کہ کھڑے ہوکر اقامت سننا مکروہ ہے، مسنون یہ ہے کہ بیٹھ کر اقامت سنی جائے۔ یہی احادیث کریمہ سے ثابت اور ہر دور کے ائمۂ فقہ وافتا سے منقول ہے۔

مولانا موصوف نے مسئلۂ دائرہ سے متعلق بڑی سلیقہ مندی اور خوش اسلوبی سے دلائل وبراہین کا انبار اور فقہی جزئیات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے جو لائقِ صد آفریں اور قابلِ صد ستائش ہے۔ جو حضرات قبولِ حق کے لیے ذہنوں کا دریچہ اور دلوں کا دروازہ کھلا رکھتے ہیں ان کے لیے یہ کتاب رہبر و رہنما اور مرشد برحق کا کام دے گی۔ ربّ قدیر قبولِ حق کی توفیق مرحمت فرمائے اور مصنّف کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین۔

**محمد ایوب مظہر**

خادمِ افتا دارالعلوم وارثیہ، گومتی نگر، لکھنؤ

۱۷/ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ

# تقریظ جلیل

## فاضلِ جلیل حضرت مولانا **صدرالوری** صاحب قبلہ قادری مصباحی
## استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

اقامت کے وقت لوگ کب کھڑے ہوں، اس مسئلہ کی تین نوعیتیں ہیں اور تینوں ہی کے احکام جداگانہ ہیں۔

**پہلی صورت** یہ ہے کہ اقامت کے وقت امام اور مقتدی مسجد میں موجود ہوں اور اقامت امام کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی کہے۔ اس صورت میں حکم یہ ہے کہ مقیم کے علاوہ سب لوگ بیٹھے رہیں، کھڑے نہ رہیں، یہاں تک کہ جب مقیم "حَيَّ عَلَی الصَّلَاۃ" پر پہنچے تو سب لوگ کھڑے ہو جائیں۔ حتی کہ اقامت کے درمیان "حَيَّ عَلَی الصَّلَاۃ" کہنے سے پہلے کوئی مسجد میں داخل ہوا تو اس کے لیے بھی حکم یہی ہے کہ بیٹھ جائے اور "حَيَّ عَلَی الصَّلَاۃ" ہی پر وہ بھی کھڑا ہو۔

**دوسری صورت** یہ ہے کہ اقامت کے وقت امام مسجد میں نہ ہو تو جب تک امام کو نہ دیکھ لیں، کھڑے نہ ہوں اگرچہ اقامت ختم ہوجائے۔ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاۃُ فَلَا تَقُوۡمُوۡا حَتّٰی تَرَوۡنِيۡ [الحدیث] سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

اب اگر امام صفوں کے درمیان سے مسجد میں داخل ہو تو حکم یہ ہے کہ جس صف سے امام گزرتا جائے اس صف والے کھڑے ہوتے جائیں۔ اور اگر امام سامنے سے مسجد میں داخل ہو (اس کی صورت یہ ہے کہ سامنے محراب سے امام کے لیے کوئی خاص دروازہ ہو) تو حکم یہ ہے کہ امام کو دیکھتے ہی سب لوگ کھڑے ہو جائیں۔

**تیسری صورت** یہ ہے کہ امام خود ہی اقامت کہے۔اس صورت میں حکم یہ ہے کہ سب لوگ بیٹھ کر اقامت سنیں اور اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک کہ امام اقامت سے فارغ نہ ہولے۔

زیر نظر رسالہ اقامت کے تعلق سے الفاظ کے اعتبار سے مختصر ہے،مگر جس کثرت کے ساتھ اس میں فقہی جزئیات کا ذخیرہ فراہم کیا گیا ہے اس اعتبار سے نہایت ہی جامع ہے۔

یقیناً یہ رسالہ مؤلف موصوف عزیز مکرم **مولانا ساجد علی مصباحی** کے علمی استحضار و وسعت مطالعہ پر شاہد عدل ہے،جنھوں نے اپنی کم سنی کے عالم میں اقامت سے متعلق جملہ شکلیں ذکر کر کے ہر ایک کا حکمِ شرعی احادیث اور جزئیاتِ فقہ کی روشنی میں واضح کردیا۔مزید برآں الزام خصم کے طور پر علمائے دیوبند کے فتاویٰ بھی اپنے موقف کی تائید میں ذکر کیے جو نام نہاد مقلّدین کے لیے ایک لمحہ فکریہ ثابت ہوگا۔

اخیر میں دعا ہے کہ مولیٰ عزّ وجلّ صاحب رسالہ کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور مزید خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔

**صدر الوری قادری**

خادمِ تدریس،جامعہ اشرفیہ،مبارک پور،اعظم گڑھ

۲۵؍ربیع النور شریف ۱۴۲۲ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مِری تقریر طبعِ یارکو بے چین کرتی ہے
سبب کیا ہے وہی کہتا ہوں جو دل پہ گزرتی ہے

محترم حضرات! آج کے اس پُر فتن دور اور ہوش ربا ماحول میں جہاں اقتصادیات ومعاشیات کے مسائل کو حل کرنے کے لیے شبانہ روز کوششیں کی جارہی ہیں اور آئے دن نئی نئی محیر العقول مصنوعات پیش کی جارہی ہیں وہیں عقائد ونظریات کو تبدیل کرنے کی زمیں دوز تحریک بھی چلائی جارہی ہے۔ اور مسلمانوں کی نئی نسل کو اسلاف کے طرز فکر وعمل سے منحرف کرنے کے لیے حیرت انگیز نت نئی راہیں ہموار کی جارہی ہیں جس کے نتیجہ میں احکامِ شرعیہ سے ناواقف سادہ لوح مسلمان اصولِ دین سے برگشتہ ہوکر فروعیات میں الجھتے چلے جارہے ہیں اور ہم سب کا دشمن شیطان اپنی کامیابی پر نازاں سامنے کھڑا مسکرا رہا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو، جب کہ بعض فروعی مسائل میں تشدّد وانتہا پسندی کا حال یہ ہو چکا ہے کہ لوگ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کا سنہرا قلادہ گلے میں ڈالے ہوئے خانہ خدا میں بھی ایک دوسرے سے دست بگریباں ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اسی قسم کے مختلف فیہ فروعی مسائل میں سے ایک مسئلہ اقامت کے وقت کھڑے ہونے کا بھی ہے۔ یعنی اقامت شروع ہوتے ہی مقتدی کھڑے ہوجائیں، یا بیٹھ کر تکبیر سنیں اور ”حَيَّ عَلَی الصَّلَاۃ“ پر کھڑے ہوں؟

اس سلسلے میں اہل سنت و جماعت (بریلوی) اور دیوبندی عوام وخواص کے افکار و آرا اور نظریات و اعمال مختلف ہیں ۔ اہل سنت و جماعت (بریلوی) یہ کہتے ہیں کہ اقامت بیٹھ کر سننا چاہیے، کھڑے ہوکر سننا مکروہ ہے۔

دلیل یہ دیتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب و معمول ہے اور ہم ان کے مقلد ہیں ؛اس لیے ان کے قول پر عمل کرنا ہمارے لیے لازم وضروری ہے۔

اور دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ اقامت کھڑے ہوکر سننا ضروری ہے۔اس کی دلیل پوچھیے تو عام دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ شروع سے مسلمانوں کا طریقہ یہی ہے کہ وہ کھڑے ہوکر اقامت سنتے ہیں۔ بیٹھ کر تکبیر سننا تو بریلویوں (اہل سنت و جماعت ) نے ایجاد کیا ہے جو صرف ہندوستان کی بعض مساجد میں رائج ہے۔اور اگر تبلیغی جماعت کے امیروں، یا دوسرے دیوبندی خواندہ طبقے سے اس کا سبب دریافت کیا جاتا ہےتو وہ کہتے ہیں کہ اگر بیٹھ کر اقامت سنی جائےتو نماز شروع ہونے تک صف سیدھی نہیں ہو پائے گی ،اور سرکار دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے صف سیدھی کرنے کا تاکیدی حکم فرمایا ہے ۔ اور یہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت ہے۔

میرے خیال میں حنفی عوام (سنّیوں اور دیوبندیوں ) کا یہ آپسی اختلاف مسئلہ کی حقیقت سے واقف نہ ہونے ، یا دیدہ ودانستہ تبلیغی جماعت کے امیروں کی فریف دہی کی بنا پر ہے جو مکروہ اور خلافِ ادب عمل کو سنت بتا کر سادہ لوح مسلمانوں کو شروع تکبیر سے کھڑے ہونے پر آمادہ کرتے ہیں۔ کہنے والے نے ٹھیک ہی کہا ہے:

رہِ منزل میں سب گم ہیں ؛مگر افسوس تو یہ ہے
امیرِ کارواں بھی ہے انھیں گم کردہ راہوں میں

اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کی حقیقت ان فقہاے کرام کے اقوال کی روشنی میں واضح کر دی جائے جنھیں نہ بریلوی کہا جاتا ہے نہ دیو بندی، بلکہ وہ صرف سنّی ،حنفی کہلاتے ہیں اور ان کے اقوال تمام حنفیوں کے لیے خواہ وہ اہل سنت وجماعت (سنّی) ہوں یا دیو بندی مکتبِ فکر کے ہوں یکساں قابلِ قبول اور مستند ہیں۔

ساتھ ہی اس امر کی وضاحت بھی کر دی جائے کہ بیٹھ کر اقامت سننا اور "حَيَّ عَلَى الصَّلَاة وحَيَّ عَلَى الْفَلَاح" پر کھڑا ہونا بدعت نہیں ہے، بلکہ یہی ائمۂ حنفیہ کا مذہب اور سلف صالحین وفقہاے متقدمین کا طریقہ ہے۔

ہاں! اس کے برخلاف شروع تکبیر سے کھڑا ہونا یقیناً دیو بندیوں، تبلیغیوں کی ایجاد ہے جو تسویۂ صف کی سنت پر عمل کرنے کا عذر کر کے ملتِ اسلامیہ کو مکروہ کے ارتکاب کا سبق دیتے ہیں اور قومِ مسلم کے درمیان اختلاف وانتشار کا باعث بنتے ہیں۔

لہٰذا آیئے! تعصب وعناد کی عینک اتار کر غیر جانبدارانہ طور سے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ مندرجہ ذیل سطور کا مطالعہ کریں۔ پھر نیک نیتی اور منصفانہ مزاج سے اس مسئلے میں حق وباطل اور کھرے کھوٹے کے درمیان امتیاز کریں۔ ضرورت محسوس ہو تو حوالہ جات کو اصل کتاب سے ملا کر دیکھیں ،اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو باصلاحیت علماے کرام سے پوچھیں اور نفس پرستی وانانیت کو چھوڑ کر شریعت کے موافق عمل کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ جلّ شانہٗ ہم سب کو اپنے حبیب حضور احمد مجتبیٰ محمد عربی مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل حق سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِیْن بِجَاہِ نَبِیِّہِ الْأَمِیْنِ الْکَرِیْم۔

اثر کرے نہ کرے، سن تو لے مری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد

# اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟

اقامت کے وقت مقتدیوں کے کھڑے ہونے کی تین صورتیں ہیں اور ہر ایک کا حکم جداگانہ ہے۔اس لیے مناسب یہ ہے کہ پہلے یہ تینوں صورتیں واضح کردی جائیں،ان کے احکام بیان کرڈیے جائیں، پھر حوالہ جات کے ساتھ دلائل پیش کیے جائیں۔

**پہلی صورت:** پہلی صورت یہ ہے کہ اقامت کے وقت امام ومقتدی سب مسجد کے اندر موجود ہوں اور غیرِ امام اقامت کہے،جیسا کہ ہمارے دیار میں یہی عام دستور ہے۔

**اس کا حکم:** اس صورت میں حکم یہ ہے کہ مقتدی اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں اور بیٹھ کر ہی اقامت سنیں۔جب مکبر "حَيَّ عَلىٰ الصَّلَاة" پر پہنچے تو اٹھنا شروع کریں اور"حَيَّ عَلىٰ الْفَلَاح" پر سیدھے کھڑے ہوجائیں۔

اس صورت میں اقامت شروع ہوتے ہی مقتدیوں کا کھڑا ہوجانا، یا کھڑے ہوکر اقامت سننا مکروہ ہے۔بلکہ حکم تو یہاں تک ہے کہ اگر کوئی شخص درمیانِ اقامت "حَيَّ عَلىٰ الصَّلَاة" سے پہلے مسجد میں آئے تو وہ بھی بیٹھ جائے،اسے بھی کھڑے ہوکر اقامت سننا مکروہ ہے۔

**دوسری صورت:** اقامت کے وقت امام مسجد میں موجود نہ ہو،خواہ اپنے حجرے میں ہو، یا کہیں اور ہو۔

**اس کا حکم:** اس صورت میں حکم یہ ہے کہ مکبر جب تک امام کو آتا ہوا نہ دیکھے تکبیر کہنا شروع نہ کرے،لیکن اگر جماعت کا مقررہ وقت ہوگیا اور مکبر نے تکبیر شروع کردی،جیسا کہ شہر کی بعض مساجد میں ہوتا ہے، کہ امام صاحب تکبیر کی آواز سن کر ہی اپنے حجرہ سے باہر نکلتے ہیں۔تو مقتدی اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک کہ امام

مسجد میں داخل نہ ہوجائے ،اگر چہ اقامت ختم ہوچکی ہو۔اب مسجد میں امام کے داخل ہونے کی دوصورتیں ہیں:

۱۔امام صفوں کی طرف سے مسجد کے اندرداخل ہو،جیسا کہ بالعموم ہوتا ہے۔اس صورت میں حکم یہ ہے کہ جس صف سے امام گزرتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے۔

۲۔امام سامنے سے مسجد میں داخل ہو بایں طور کہ محراب کے پاس کوئی دروازہ ، یا راستہ ہوجس سے امام مسجد میں آئے۔اس صورت میں حکم یہ ہے کہ امام کو دیکھتے ہی سب مقتدی کھڑے ہوجائیں۔

**تیسری صورت:** امام ومقتدی سب مسجد کے اندر موجود ہوں اورامام خود ہی اقامت کہے،جیسا کہ دیہات کی بعض مساجد میں کبھی کبھی ہوتا ہے۔

**اس کا حکم:** اس صورت میں حکم یہ ہے کہ مقتدی بیٹھ کر اقامت سنیں اور اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک کہ امام اقامت سے فارغ نہ ہوجائے۔

اس مختصر سے بیان سے بخوبی واضح ہوگیا کہ مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں سے کسی میں بھی اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہونے کا حکم نہیں ہے۔

اب ہرصورت سے متعلق جلیل القدر علماے کرام کے اقوال وافادات ، بے مثال فقہاے عظام کی تصریحات وتحقیقات کتابوں کے حوالے کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں اور آخر میں دیوبندی مکتبِ فکر کے علما اوران کے مشہور ومعروف مفتیوں کے فتاویٰ پڑھیں اورخود حق وباطل کے درمیان فیصلہ کریں۔

کیوں کسی غیر سے شکوۂ بےداد کروں
لطف جب ہے کہ تجھ ہی سے تری فریاد کروں

# پہلی صورت اور اس کے دلائل

پہلی صورت یعنی جب امام ومقتدی مسجد کے اندر ہوں اور غیر امام اقامت کہے۔اس صورت میں حکم یہ ہے کہ مقتدی" حَيَّ عَلٰی الصَّلَاة " پر اٹھنا شروع کریں اور" حَيَّ عَلٰی الْفَلَاح " پر سیدھے کھڑے ہوجائیں۔اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد رشید مجتہد فی المذہب حضرت امام محمد شیبانی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۸۹ھ) جنھوں نے کتاب وسنت اور اجماع کی روشنی میں تقریباً دس لاکھ ستر ہزار مسائل کا استنباط فرمایا ہے۔ ان کی مشہور ومعروف کتاب" مؤطا امام محمد "میں ہے:

"قَالَ مُحَمَّدٌ : يَنْبَغِيْ لِلْقَوْمِ إذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ" حَيَّ عَلَى الْفَلَاح "أَن يَّقُوْمُوا إِلٰى الصَّلَاةِ فَيَصُفُّوْا وَيُسَوُّوْا وَيُحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ .وَهُوَقَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ".[۱]

(ترجمہ) امام محمد (علیہ الرحمہ) نے فرمایا: جب مکبر" حَيَّ عَلَى الْفَلَاح " پر پہنچے اس وقت مقتدی کھڑے ہوں، پھر صف بندی کریں اور صفیں سیدھی کریں، اپنا شانہ دوسرے کے شانہ سے ملائیں۔یہی امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا قول ہے۔

﴿۲﴾ امام الائمہ حضرت علامہ شمس الائمہ محمد بن احمد بن سہل سرخسی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۴۸۳ھ) اپنی کتاب "المبسوط في شرح الكافي "کے اندر یہ مسئلہ اس عبارت میں بیان فرماتے ہیں :

"فَإِنْ كَانَ الْإِمَامُ مَعَ الْقَوْمِ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِنِّي أُحِبُّ لَهُمْ أَنْ يَقُوْمُوا فِي الصَّفِّ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، فَإِذَا قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ كَبَّرَ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ

---

۱۔مؤطا امام محمد، باب تسویۃ الصّف، ص۸۹، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔

جَمِيعًا فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، وَإِنْ أَخَّرُوا التَّكْبِيرَ حَتَّى يَفْرُغَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْإِقَامَةِ جَازَ .وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ: لَا يُكَبِّرُ حَتَّى يَفْرُغَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْإِقَامَةِ .وَقَالَ زُفَرُ :إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ مَرَّةً قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَامُوا فِي الصَّفِّ، وَإِذَا قَالَ ثَانِيًا كَبَّرُوا."

(ترجمہ) اگر امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد کے اندر موجود ہو تو ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ جب مکبر "حَيَّ عَلَى الْفَلَاح" کہے اس وقت سب صف میں کھڑے ہوں۔ پھر جب "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" کہے تو امام اور مقتدی سب تکبیر تحریمہ کہیں۔ یہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔ اور اگر تکبیر تحریمہ مؤخر کریں یہاں تک کہ مکبر اقامت سے فارغ ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا: جب تک مکبر اقامت سے فارغ نہ ہو جائے اس وقت تک تکبیر تحریمہ نہ کہیں۔ اور امام زفر علیہ الرحمہ نے فرمایا: جب مکبر پہلی بار "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" کہے تو صف بندی کریں اور جب دوسری بار "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" کہے تو تکبیر تحریمہ کہیں۔

﴿۳﴾ امام ابو الفتح ظہیر الدین عبدالرشید بن ابو حنیفہ بن عبد الرزاق (متوفی ۵۴۰ھ) اپنی کتاب "فتاویٰ والوالجیہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"رَجُلٌ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ يَنْبَغِي لَه أَن يَّقْعُدَ وَلَا يَمْكُثَ قَائِماً؛ لِأَنَّ هٰذَا لَيْسَ أَوَانَ الشُّرُوعِ فِي الصَّلَاةِ...وَيَجِبُ عَلَى الْقَوْمِ أَنْ يَقُومُوا فِي الصَّفِّ إِذَا كَانَ الْإِمَامُ مَعَهُم إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة ،لِأَنَّه حَثٌّ عَلَى الْقِيَام لِلصَّلَاةِ".

(ترجمہ) کوئی شخص مسجد میں آئے اور مکبر اقامت کہہ رہا ہو تو وہ بیٹھ جائے، کھڑا نہ رہے؛ کیوں کہ یہ نماز شروع کرنے کا وقت نہیں ہے... اور جب امام مقتدیوں کے

---

۱۔ المبسوط في شرح الكافي، باب افتتاح الصلاة. ج ۱، ص ۳۹، تونسي، مصر.

۔ الفتاویٰ الولوالجية، الفصل الثاني في الأذان، ج ۱، ص ۷۳، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.

ساتھ مسجد میں موجود ہو تو مقتدیوں کا اس وقت صف بندی کرنا ضروری ہے جب مکبر حَيَّ عَلَى الصَّلَاة کہے؛ کیوں کہ یہ نماز کے لیے کھڑے ہونے پر ابھارنا ہے۔

﴿۴﴾ حضرت علامہ سراج الدین علی بن عثمان اوشی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۷۵ھ) "فتاویٰ سراجیہ" میں درمیان اقامت مسجد کے اندر آنے والے شخص کے متعلق اس انداز سے بیان فرماتے ہیں:

"إِذَا دَخَلَ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ يَنْبَغِي لَه أَن يَّقْعُدَ وَلَا يَمْكُثَ قَائِماً"۔

(ترجمہ) جب کوئی شخص مسجد میں آئے اور مکبر اقامت کہ رہا ہو تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ جائے، کھڑا نہ رہے۔

﴿۵﴾ ملک العلماء حضرت امام علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۸۷ھ) اپنی کتاب "بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع" میں اس طرح رقم طراز ہیں:

"وَالْجُمْلَةُ فِيهِ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ إِذَا قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَإِنْ كَانَ الْإِمَامُ مَعَهُمْ فِي الْمَسْجِدِ يُسْتَحَبُّ لِلْقَوْمِ أَنْ يَقُومُوا فِي الصَّفِّ"۔

(ترجمہ) خلاصہ یہ ہے کہ اگر امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں موجود ہو تو مستحب یہ ہے کہ مقتدی اس وقت صف میں کھڑے ہوں جب مکبر "حَيَّ عَلَى الْفَلَاح" کہے۔

﴿۶﴾ برہان الشریعہ حضرت علامہ محمود بن صدر الشریعہ عبید اللہ علیہ الرحمہ (۶۷۳ھ) جو مجتہد کی چھٹی قسم اصحاب تمیز میں سے ہیں، اپنی نادر المثال کتاب "وقایہ" کے اندر اس مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"وَيَقُوْمُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ عِنْدَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة"۔

(ترجمہ) امام ومقتدی سب "حَيَّ عَلَى الصَّلَاة" پر کھڑے ہوں۔

---

۱۔ فتاویٰ قاضی خاں مع الفتاویٰ السراجية، ج۱، ص۴۲، مطبع مصطفائی۔

۲۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، فصل في سنن حكم التكبير أيام التشريق.

۔شرح وقایہ ج ۱، ص۱۵۷، قبیل باب شروط الصلاۃ، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

﴿۷﴾ عمدۃ المحققین حضرت علامہ محی الدین یحییٰ بن شرف الدین علیہ الرحمہ (متوفی ۶۷٦ھ) مسلم شریف کی شرح میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ وَالْكُوفِيُّونَ: يَقُومُونَ فِي الصَّفّ إِذَا قَالَ: حَيّ عَلَى الصَّلَاة"۔

(ترجمہ) امام اعظم ابوحنیفہ اور کوفی علما رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا: مقتدی صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر "حَيَّ عَلَى الصَّلَاة" کہے۔

﴿۸﴾ علامہ ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمہ (متوفی ۷۱۰ھ) جو مجتہدین کی چھٹی قسم اصحاب تمیز میں سے ہیں۔ اپنی مستند کتاب "کنز الدقائق" میں آداب نماز شمار کراتے ہوئے اس طرح لکھتے ہیں:

"وَآدَابُهَا... وَالْقِيَامُ حِينَ قِيلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ"۔

(ترجمہ) اور آداب نماز میں سے یہ بھی ہے کہ اس وقت کھڑا ہو جب مکبر "حَيَّ عَلَى الْفَلَاح" کہے۔

﴿۹﴾ علامہ ابن العلاء دہلوی (متوفی ۷۸٦ھ) اپنے فتاویٰ " فتاوی تاتار خانیه" میں تحریر فرماتے ہیں:

"قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْأَصْلِ: إِذَا كَانَ الْإِمَامُ مَعَ الْقَوْمِ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّه يَقُوْمُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" عِنْدَ عُلَمَائِنا الثَّلَاثَةِ. وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ: إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" قَامُوْا فِي الصَّفِ، وَإِذَا قَالَ مَرَّةً ثَانِيَةً كَبَّرُوْا، وَالصَّحِيْح قَوْلُ عُلَمَا ئِنَا الثَّلَاثَةِ. هٰذَا إِذَا كَانَ الْمُؤَذِّنُ غَيْرَ الْإِمَام وَالْإِمَامُ حَاضِرٌ فِي الْمَسْجِدِ".

---

۔شرح النووي للمسلم، باب متیٰ یقوم الناس للصلاة.

۔کنز الدقائق مع تبیین الحقائق، ج ۱، ص ۲۸۳، باب آداب الصلاة، مرکز اهل سنت برکات رضا، گجرات

۳۔فتاويٰ تاتار خانیه، ج ۱، ص ۳۸۷، فصل في بیان آداب الصلاة، دار احیاء التراث العربي بیروت، لبنان.

(ترجمہ) امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''اصل''میں فرمایا: جب امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں موجود ہوتو امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کہے۔ یہ ہمارے علمائے ثلاثہ کے نزدیک ہے۔ اور حضرت حسن بن زیاد نے فرمایا: جب مکبر ''قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ'' کہے تو مقتدی صف میں کھڑے ہوں اور جب دوسری بار ''قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ'' کہے تو تکبیر تحریمہ کہیں۔ اور صحیح ہمارے علمائے ثلاثہ کا قول ہے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ مکبر امام کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہو اور امام مسجد میں موجود ہو۔

﴿۱۰﴾ حضرت علامہ شیخ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی علیہ الرحمہ (متوفیٰ ۸۵۵ھ) بخاری شریف کی شرح ''عمدۃ القاري'' میں فرماتے ہیں:

''وَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٌ: يَقُوْمُوْنَ فِي الصَّفِّ إِذَا قَالَ: حَيّ عَلَى الصَّلَاة''.

(ترجمہ) امام اعظم ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب مکبر ''حَيّ عَلَى الصَّلَاة'' کہے تو مقتدی صف میں کھڑے ہوں۔

﴿۱۱﴾ علامہ شیخ امام زین الدین بن ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفیٰ ۹۷۰ھ) جو ابن نجیم مصری کے نام سے مشہور ہیں ''البحر الرائق'' کے اندر اس مسئلہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''وَلَوْ أَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْإِقَامَةِ وَدَخَلَ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ يَقْعُدُ إِلَى أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ فِي مُصَلَّاهُ''.

(ترجمہ) اگر مکبر نے اقامت شروع کردی اور اس وقت کوئی آدمی مسجد میں آیا تو وہ بیٹھ جائے یہاں تک کہ امام اپنی جگہ کھڑا ہو جائے۔

﴿۱۲﴾ شیخ الاسلام حضرت علامہ محمد بن عبداللہ بن احمد تمرتاشی حنفی (متوفی ۱۰۰۶ھ) اپنی کتاب ''تنویر الأبصار'' میں آداب نماز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

۔عمدۃ القاري شرح بخاري، ج۵، ص۱۵٤، بیروت، لبنان۔

۔البحر الرائق، باب الأذان۔

"وَالْقِيَامُ حِينَ قِيلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ إِنْ كَانَ الْإِمَامُ بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ"۔ [۱]

(ترجمہ) آداب نماز میں سے یہ بھی ہے کہ اگر امام محراب کے قریب موجود ہو تو مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہے۔

﴿۱۳﴾ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۰۵۲ھ) اپنی کتاب "مشكاة المصابيح" کی شرح "أشعة اللمعات" میں اس طرح رقم طراز ہیں:

"فقہا گفتہ اند: مذہب آنست کہ نزد حَيّ عَلَى الصَّلَاة باید برخاست"۔ [۲]

(ترجمہ) فقہانے فرمایا ہے کہ مذہب یہ ہے کہ حَيّ عَلَى الصَّلَاة پر کھڑے ہوں۔

﴿۱۴﴾ علامہ ابو الاخلاص حسن بن عمار بن علی وفائی شرنبلالی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۰۶۹ھ) درس نظامی کی مشہور کتاب "نور الإيضاح" میں تحریر فرماتے ہیں: "وَآدَابُهَا...وَالْقِيَامُ حِينَ قِيلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ". [۳]

(ترجمہ) اور آداب نماز میں سے یہ بھی ہے کہ مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر "حَيَّ عَلَى الْفَلَاح" کہے۔

﴿۱۵﴾ حضرت علامہ موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نور الإيضاح کی اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح" کے اندر اس طرح رقم طراز ہیں:

"مِنَ الْأَدَبِ قِيَامُ الْقَوْمِ وَ الْإِمَامِ إِنْ كَانَ حَاضِراً بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ وَقْتَ قَوْلِ الْمُقِيمِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ"۔ [۴]

(ترجمہ) اگر امام محراب کے قریب موجود ہو تو امام اور مقتدیوں کا مکبر کے "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہنے کے وقت کھڑا ہونا آداب نماز سے ہے۔

---

۱۔ رد المحتار على الدر المختار شرح تنوير الابصار، ج ۱، ص ۵۱٦، دار الفكر، بيروت، لبنان.

۲۔ اشعة اللمعات ج ۱، ص ۳۲٤۔ منشی نول کشور لکھنؤ

۳۔ نور الايضاح ص ٧٤.

۴۔ مراقی الفلاح شرح نور الايضاح ص ٤٥.

﴿۱۶﴾ حضرت علامہ عبدالرحمن بن شیخ محمد سلیمان علیہ الرحمہ (متوفیٰ ۱۰۷۸ھ) جو شیخ زادہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ملتقی الأبحر کی شرح ''مجمع الأنھر'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''وَإِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْإِقَامَةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَامَ الْإِمَامُ وَالْجَمَاعَةُ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَةِ لِلْإِجَابَةِ.''

(ترجمہ) جب مکبر ''حَيَّ عَلیٰ الصَّلَاۃ'' کہے تو امام ومقتدی سب اس کا جواب دینے کے لیے کھڑے ہوں۔ یہی ہمارے علمائے ثلاثہ (امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد) رحمہم اللہ تعالی کا مذہب ہے۔

﴿۱۷﴾ جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ شیخ محمد بن علی بن محمد حصکفی علیہ الرحمہ (متوفیٰ ۱۰۸۸ھ) تنویر الأبصار کی شرح ''در مختار'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ قَعَدَ إِلَى قِيَامِ الْإِمَامِ فِي مُصَلَّاهُ''. ۲

(ترجمہ) کوئی شخص مسجد کے اندر اس حال میں آیا کہ مکبر اقامت کہہ رہا ہے تو بیٹھ جائے یہاں تک کہ امام اپنی جگہ کھڑا ہو جائے۔

﴿۱۸﴾ فتاویٰ عالمگیری جو سلطان محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ (متوفی ۱۱۶۱ھ) کے دور حکومت میں انھیں کے ایما پر فقہ حنفی کے ممتاز ترین علمائے کرام ومفتیان عظام کے ہاتھوں مرتب ہوئی ہے۔ اس میں یہ مسئلہ اس طرح مذکور ہے:

''إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْإِقَامَةِ يُكْرَهُ لَهُ الِانْتِظَارُ قَائِمًا وَلَكِنْ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ إِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ قَوْلَهُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ''۔

(ترجمہ) جب نمازی اقامت کے وقت مسجد میں آئے تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے، وہ بیٹھ جائے اور اس وقت کھڑا ہو جب مکبر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر

---

۔مجمع الأنھر شرح ملتقی الأبحر، صفة الأذان.

۔الدر المختار فوق رد المحتار، ج ۱، ص ۴۳۱، قبیل باب شروط الصلاة، دار الفکر، بیروت، لبنان.

۔فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصلاة، الفصل الثاني في کلمات الأذان والإقامة وکیفیتھما.

پہنچے۔ایسا ہی مضمرات ہے۔

اور اگر امام ومقتدی اقامت شروع ہونے سے پہلے مسجد میں موجود ہوں تو کب کھڑے ہوں؟ اس مسئلہ کو اسی جگہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

"إِنْ كَانَ الْمُؤَذِّنُ غَيْرَ الْإِمَامِ وَكَانَ الْقَوْمُ مَعَ الْإِمَامِ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ يَقُومُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَةِ وَهُوَ الصَّحِيحُ"۔[1]

(ترجمہ) اگر مکبر غیر امام ہو اور مقتدی امام کے ساتھ مسجد میں موجود ہوں تو امام اور مقتدی سب اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے۔یہی ہمارے تینوں ائمہ (امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد) رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے اور یہی صحیح ہے۔

﴿۱۹﴾ شیخ الاسلام حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۲۲۵ھ) اپنی کتاب "مالابد منہ" کے اندر موافق سنت نماز پڑھنے کا طریقہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

"طریق خواندن نماز بر وجہ سنت آنست کہ اذان گفتہ شود و اقامت ونزد حَيِّ عَلَى الصَّلَاة امام برخیزد"۔[2]

(ترجمہ) سنت کے موافق نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اذان و اقامت کہی جائے اور امام حَيِّ عَلَى الصَّلَاة پر کھڑا ہو۔

﴿۲۰﴾ حضرت علامہ احمد بن محمد بن اسمٰعیل طحطاوی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۲۴۱ھ) مراقي الفلاح کے حاشیہ میں اس طرح رقم طراز ہیں:

"وَإِذَا أَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْإِقَامَةِ وَدَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ فَإِنَّه يَقْعُدُ وَلَا يَنْتَظِرُ قَائِماً؛ فَإِنَّه مَكْرُوهٌ كَمَافِي الْمُضْمَرَاتِ، قُهِسْتَانِي ،وَيُفْهَمُ مِنْهُ كَرَاهَةَ الْقِيَام إِبْتِدَاءَ الْإِقَامَةِ وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُونَ"۔[3]

---

۱۔فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصلاۃ، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما.

۲۔مالابد منہ ص ۳۷، سب رنگ کتاب گھر، دہلی۔

۳۔حاشية الطحطاوي على المراقي، فصل في آداب الصلاة.

(ترجمہ) مکبر جب اقامت کہنے لگے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے، کھڑے ہوکر انتظار نہ کرے؛ اس لیے کہ تکبیر کے وقت کھڑے رہنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ مضمرات قہستانی میں ہے۔ اور اس حکم سے سمجھا جاتا ہے کہ شروع اقامت میں کھڑا ہوجانا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔[۱]

﴿۲۱﴾ خاتم المحققین حضرت علامہ محمد امین ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۲۵۲ھ) اپنی کتاب "ردالمحتار علی الدر المختار" کے اندر اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"وَيُكْرَهُ لَهُ الِانْتِظَارُ قَائِمًا، وَلَكِنْ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ إِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ".

(ترجمہ) جو شخص اقامت کے درمیان مسجد میں آئے اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ وہ بیٹھ جائے اور اس وقت کھڑا ہو جب مؤذن اقامت میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے۔

﴿۲۲﴾ رئیس العلما حضرت علامہ مولانا شیخ عبدالرحمٰن جزیری مصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ (متوفی ۱۳۸٤ھ) اپنی کتاب "الفقه على المذاهب الأربع" میں قول امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

"اَلْحَنَفِيَّةُ قَالُوْا: يَقُوْمُ عِنْدَ قَوْلِ الْمُقِيْمِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح".

(ترجمہ) حنفی فقہا نے فرمایا کہ مقتدی مکبر کے حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔

﴿۲۳﴾ صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۰٤ھ) اپنے حاشیہ "عمدة الرعاية" کے اندر لکھتے ہیں:

---

۱۔ ردالمحتار علی الدر المختار، ج ۱، ص ۴۳۱، قبیل باب شروط الصلاۃ، دار الفکر، بیروت، لبنان۔

۔ الفقه على المذاهب الاربع ج۱، ص۲۸۹، الباب: وقت قيام المقتدي للصلاة، بيروت، لبنان۔

”وَفِيْهِ إِشَارَةٌ إِلىٰ أَنَّه إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يُكْرَهُ لَهُ انْتِظَارُ الصَّلَاةِ قَائِماً بَلْ يَجْلِسُ فِيْ مَوْضِعٍ ثُمَّ يَقُوْمُ عِنْدَ حَيَّ علَى الْفَلَاح“۔

(ترجمہ) اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ جب کوئی مسجد میں داخل ہو اور اقامت ہو رہی ہو تو اس کے لیے کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ وہ کسی جگہ بیٹھ جائے اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر کھڑا ہو۔

﴿۲۴﴾ حدیث کی مشہور کتاب موطا إمام محمد جو تقریباً تمام مدارسِ اسلامیہ میں داخل نصاب ہے۔اس کے حاشیہ ”تعليق المُمَجَّد“ میں علامہ موصوف اسی بات کو اس انداز میں بیان فرماتے ہیں:

”وَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَأَصْحَابُه: إِذَا كَانَ مَعَهُمْ (الإمَامُ فِي الْمَسْجِدِ) فَإِنَّهُمْ يَقُوْمُوْنَ إِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح“۔

(ترجمہ) امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے فرمایا: جب امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد کے اندر موجود ہو تو مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے۔

**ایک اعتراض:** حوالہ میں درج کی گئی چوبیس کتابوں کی عبارتیں پڑھنے کے بعد آپ کے ذہن میں ایک اعتراض پیدا ہو رہا ہوگا کہ ان سب پر عمل کیسے ہو سکتا ہے؟۔ان کتابوں کی عبارتیں تو مختلف ہیں۔مثلاً مؤطا امام محمد، بدائع الصنائع، کنز الدقائق، نور الایضاح، رد المحتار، عمدۃ الرعایہ اور فتاوی عالمگیری وغیرہ میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر کھڑے ہونے کو مستحب یا ادب لکھا گیا ہے۔اور بعض دوسری کتابوں میں مثلاً وقایہ، شرح مسلم شریف، عمدۃ القاری، اشعۃ اللمعات، مالا بدمنہ اور مجمع الانہر وغیرہ میں حَيّ عَلَى الصَّلَاة پر کھڑے ہونے کو افضل و بہتر بتایا گیا ہے۔اب اگر آپ حَيّ عَلَى الصَّلَاة پر کھڑے ہوتے ہیں تو بھی بعض کتابوں کی تصریحات کے خلاف ہوتا ہے۔اور اگر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر اٹھتے ہیں تو بھی بعض فقہا کے اقوال کی

---

۔عمدة الرعايه في حل شرح الوقايه ج١، ص١٥٧، مجلس بركات، جامعه اشرفيه، مبارك پور.

۔تعليق الممجد على موطا إمام محمد ص٨٩، باب تسوية الصف، مجلس بركات، جامعه اشرفيه، مبارك پور.

خلاف ورزی ہوتی ہے۔

**اس کا جواب:** اِس کا جواب یہ ہے کہ جب مکبر حَيّ عَلَی الصّلَاۃ کہے تو اٹھنا شروع کریں اور جب حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے تو بالکل سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ اس طرح کرنے میں دونوں قولوں پر عمل ہوگا اور کسی قسم کی کراہت کا ارتکاب بھی لازم نہیں آئے گا، اسی لیے شروع میں جہاں اس صورت کا حکم بیان کیا گیا ہے وہاں یہی لکھا گیا ہے کہ جب مکبر حَيّ عَلَی الصّلَاۃ پر پہنچے تو اٹھنا شرع کریں اور جب حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

## حيّ علی الصلاۃ پر کھڑے ہونے کی حکمت

حَيّ عَلَی الصّلَاۃ اور حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر کھڑے ہونے میں حکمت یہ ہے کہ جب نمازی مسجد میں ہوتے ہیں تو مختلف اعمال مثلاً اوراد و وظائف اور تلاوت قرآن وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں۔ مکبر اقامت کے ذریعہ انھیں اس بات سے آگاہ کرتا ہے کہ اب جماعت ہونے والی ہے۔ یہ اطلاع دینے کے لیے وہ پہلے خدائے وحدہ لا شریک کی بزرگی بیان کرتا ہے، اس کی وحدانیت اور حضور احمد مجتبیٰ محمد عربی مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا ہے جسے نمازی غور سے سنتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ پھر وہ مکبر اپنے چہرہ کو دائیں طرف کر کے مقتدیوں سے کہتا ہے: حَيّ عَلَی الصّلَاۃ، یعنی آؤ نماز کی طرف۔ اسی طرح بائیں جانب رخ پھیر کر صدا دیتا ہے: حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ، یعنی آؤ فلاح و کامرانی کے طرف۔

اب مکبر کی یہ صدا سن کر جب نمازی کھڑے ہوتے ہیں تو گویا اس کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں اور اقامت کا عملی جواب دیتے ہیں جو مکبر کے لیے باعث مسرت ہوتا ہے۔ اگر اقامت کے شروع میں ہی لوگ کھڑے ہو جائیں تو یہ اجابت و مسرت حاصل

نہیں ہوگی۔ چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے:

”وَلَنَا أَنَّ قَوْلَهُ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ دُعَاءٌ إِلَى مَا بِهِ فَلَاحُهُمْ وَأَمْرٌ بِالْمُسَارَعَةِ إِلَيْهِ فَلَا بُدَّ مِنَ الْإِجَابَةِ إِلَى ذَلِكَ وَلَنْ تَحْصُلَ الْإِجَابَةُ إِلَّا بِالْفِعْلِ وَهُوَ الْقِيَامُ إِلَيْهَا، فَكَانَ يَنْبَغِي أَنْ يَقُومُوا عِنْدَ قَوْلِهِ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ لِمَا ذَكَرْنَا، غَيْرَ أَنَّا نَمْنَعُهُمْ عَنِ الْقِيَامِ كَيْ لَا يَلْغُوَ قَوْلُهُ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ؛ لِأَنَّ مَنْ وُجِدَتْ مِنْهُ الْمُبَادَرَةُ إِلَى شَيْءٍ فَدُعَاؤُهُ إِلَيْهِ بَعْدَ تَحْصِيلِهِ إِيَّاهُ يَلْغُو مِنَ الْكَلَامِ.

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر کھڑے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مکبر کا حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہنا ایسے امر کی دعوت دینا ہے جس میں مسلمانوں کی فلاح و کامیابی ہے اور اس کی جانب جلدی کرنے کا حکم ہے تو اس کا قبول کرنا ضروری ہے اور اجابت وقبولیت نماز کے لیے کھڑے ہونے سے ہی ہوگی۔ تو اس اعتبار سے حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ پر کھڑا ہونا چاہیے لیکن ہم حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ پر کھڑا ہونے سے منع کرتے ہیں تاکہ اس کا قول حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ لغو نہ ہوجائے؛ اس لیے کہ جب ایک شی کی طرف سبقت پالی گئ تو پھر اسی کی طرف بلانا لغو اور بے کار ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اس لحاظ سے بھی اقامت شروع ہوتے ہی مقتدیوں کا کھڑا ہوجانا مناسب نہیں ہے۔

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

**حیرت افزا مقام:** مذہب وملت کا درد رکھنے والے میرے عزیز دوستو! میں سمجھ رہا ہوں کہ ان دلائل وحوالہ جات کو پڑھنے اور دیکھنے کے بعد آپ کی حیرت انتہا کو پہنچ چکی ہوگی۔ آپ کے ذہن وفکر میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہو رہے ہوں گے۔ کبھی آپ سوچتے ہوں گے کہ اتنے سارے دلائل ہونے کے باوجود حنفیوں کا آپسی اختلاف کیوں ہے؟۔ کیا یہ سنّی (بریلوی) علما کی تصنیف کردہ کتابیں ہیں جسے دیوبندی

---

-بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، فصل في سنن حكم التكبير أيام التشريق.

مکتب فکر کے علما تسلیم نہیں کرتے؟۔کیا ان کتابوں کے سمجھنے میں ہیر پھیر ہے جو ہمارے درمیان باعث اختلاف ہے؟۔کیا یہ کتابیں دیو بندی لائبریریوں میں موجود نہیں، کہ انھیں دیکھ کر اختلاف وانتشار کو ختم کیا جائے۔

غرض یہ کہ آپ کا سادہ ذہن اس وقت سوالات کے بحر ناپیدا کنار میں ڈبکیاں لے رہا ہوگا اور آپ منصف مزاج ہونے کی وجہ سے کافی پریشان ہوں گے؛ اس لیے میں بڑی صفائی سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اب تک جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں سے اکثر تو وہ ہیں جو اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی (۱۲۷۲ھ/ ۱۳۴۰ھ) کی ولادت سے پہلے تصنیف کی گئی ہیں۔اور دو تین کتابیں وہ ہیں جو اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے زمانے میں لکھی گئی ہیں، جیسا کہ مندرجہ کتابوں کے مصنفین کی تاریخ وفات سے معلوم ہوتا ہے، لیکن وہ مصنفین بھی بریلوی یا بدعتی ہونے کے الزام سے بری ہیں ؛ کیوں کہ اس وقت تک دیو بندی مکتب فکر کا اس قدر عروج وارتقا ہی نہیں ہوا تھا کہ وہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مکمل طور سے تقلید کرنے والے سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو بریلوی اور بدعتی کہ کر بدنام کرنے کی کوشش کرتے۔

اب یہ جان لینے کے بعد کہ یہ کتابیں سنّی (بریلوی) علما کی تصنیف کردہ نہیں ہیں آپ کی حیرت اور بڑھ گئی ہوگی۔شاید آپ کو یقین ہو رہا ہوگا کہ کتابوں کے سمجھنے میں ہیر پھیر ہے۔اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس حقیقت کو بھی طشت از بام کر دیا جائے اور یہ بتا دیا جائے کہ یہ وہ کتابیں ہیں جو دیو بندی علما وفقہا کے لیے اسی طرح قابل قبول اور مستند ہیں جس طرح سنّی (بریلوی) علما وفقہا کے لیے ہیں۔ان کتابوں سے دیو بندی مکتب فکر کے ارباب تبلیغ وتحریر وہی سمجھتے ہیں جو سنّی (بریلوی) محققین ومصنفین سمجھتے ہیں۔ہاں! دونوں کے افکار ونظریات ضرور جداگانہ ہیں۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہین کا جہاں اور

لیجئے! اب ان باتوں کی تصدیق کے لیے دونوں (سنّی، دیو بندی) مکتب فکر کے علماے کرام ومفتیان عظام کے اقوال وفتاوی پیش کیے جارہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

## دیو بندی علما کے اقوال اوران کے فتاویٰ

﴿۱﴾ مولوی ظفر احمد عثمانی اور مولوی عبد الکریم گمتھلوی ''إمداد الأحکام'' کے اندر (جو مولوی اشرف علی تھانوی کی زیر نگرانی مرتب کی گئی ہے) انھیں کتابوں (فتاویٰ عالمگیری، درمختار، رد المحتار اور وقایہ وغیرہ) کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''خلاصہ ان تمام روایات کا یہ ہے کہ اگر امام وقت اقامت کے مسجد میں قریب محراب کے بیٹھا ہوا ہو تو فقہاے حنفیہ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ شروع تکبیر پر قیام نہ کریں، نہ امام نہ قوم، بلکہ حَيَّ عَلَی الصَّلَاۃ - یا - حَيَّ عَلَی الْفَلَاح - یا - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃ پر کھڑے ہوں۔ (علی اختلاف الأقوال بین الأئمۃ وزفر کمامر)''۔[1]

دیکھئے ان دونوں مولویوں اور ان کے نگران اعلی مولوی اشرف علی تھانوی نے اس پہلی صورت کے سلسلے میں کتنے صاف اور واضح انداز میں لکھا ہے کہ ''فقہاے حنفیہ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ شروع تکبیر پر قیام نہ کریں، نہ امام نہ قوم، بلکہ حَيَّ عَلَی الصَّلَاۃ - یا - حَيَّ عَلَی الْفَلَاح - یا - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃ پر کھڑے ہوں''۔

﴿۲﴾ مولوی اشرف علی تھانوی انھیں کتابوں کے حوالے سے حَيَّ عَلَی الصَّلَاۃ اور حَيَّ عَلَی الْفَلَاح پر کھڑے ہونے کو آداب نماز سے مانتے ہیں اور شروع تکبیر سے کھڑے ہونے کو ترکِ افضل بتاتے ہیں۔ چنانچہ ''إمداد الفتاویٰ'' میں لکھتے ہیں:

''اس کے بعد سمجھنا چاہیے کہ حَيَّ عَلَی الصَّلَاۃ اور حَيَّ عَلَی الْفَلَاح پر کھڑے ہونے کو ''در مختار قبیل فصل الصلاۃ'' میں منجملہ آداب کے لکھا ہے۔ اور آداب کی

---

[1] ۔امداد الأحکام ج ۲، ص ۴۴، زکریا بک ڈپو، دیو بند۔

صفت میں تصریح کی ہے ”ترکھا لایوجب إساءۃ ولا عتابا لکن فعلہ أفضل الخ،، اس سے معلوم ہوا کہ ”یکرہ لہ الانتظار،، میں ”یکرہ“ سے مراد ترک افضل ہے،،۔[1]

﴿۳﴾ مولوی محمود حسن گنگوہی ”فتاویٰ محمودیہ“ میں اس مسئلہ سے متعلق مندرجہ کتب کی عبارات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح۔ یا۔حَيَّ عَلَى الصَّلَاة کے وقت قوم وامام کا کھڑا ہونا صرف آداب میں ہے، واجبات میں سے نہیں۔ اور یہ بھی اس وقت ہے کہ امام مصلیٰ پر یا اس کے قریب پہلے سے موجود ہو،،۔[2]

اس فتویٰ میں بھی اس امر کی صراحت موجود ہے کہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح۔یا۔حَيَّ عَلَى الصَّلَاة پر کھڑا ہونا آداب نماز سے ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ جو شروع اقامت سے کھڑا ہوتا ہے وہ بلاشبہہ آداب نماز کے خلاف کرتا ہے۔

﴿۴﴾ مولوی عزیز الرحمٰن عثمانی اس مسئلہ کے بارے میں اپنے ایک فتویٰ میں اس طرح رقم طراز ہیں:

”نماز کے آداب میں سے فقہا نے یہ لکھا ہے کہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کے وقت سب کھڑے ہوجاویں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہوجاویں تو کچھ محل اعتراض نہیں ہے؛ کیوں کہ ترک استحباب اور ترک ادب پر کچھ طعن نہیں ہوسکتا۔ البتہ بہتر یہی ہے جیسا کہ فقہا نے لکھا ہے،،۔(یعنی حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پر سب کھڑے ہوں)۔[3]

لمحۂ فکریہ: اس فتویٰ میں آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ مولوی موصوف نے بھی انھیں دلائل کی روشنی میں یہ فتویٰ دیا ہے جن کی روشنی میں مقدم الذکر مولوی صاحبان نے دیا ہے۔ لیکن انھوں نے اختلاف کرنے والوں کو تقویت دینے کے لیے کیسا حسین

---

۱۔امداد الفتاوی ج ۱، ص ۱۲۱۔

۲۔فتاویٰ محمودیہ ج ۷، ص ۱۳۱، زکریا بک ڈپو، دیوبند۔

۳۔فتاویٰ دار العلوم دیوبند مکمل ج ۲، ص ۱۱۲، باب اذان واقامت، زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارن پور۔

شگوفہ چھوڑا اور اپنے پاس سے اتنا بڑھا دیا'' کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہوجاویں تو کچھ محل اعتراض نہیں ہے؛ کیوں کہ ترک استحباب اور ترک ادب پر کچھ طعن نہیں ہوسکتا''۔

میرے عزیز دوستو! کیا آپ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ترک ادب محل اعتراض نہیں ہے۔ کیا آپ یہ ماننے کے لیے تیار ہیں کہ جو شخص نماز میں آداب کی رعایت نہ کرے وہ بے ادب نہیں ہے؟۔کیا جو شخص خود کو حنفی کہے اور امام اعظم علیہ الرحمہ کے قول کی صریح خلاف ورزی کرے وہ قابل ملامت نہیں ہے؟۔

میرے خیال میں آپ کا جواب یہی ہوگا کہ وہ شخص یقیناً بے ادب اور قابل ملامت ہے۔اس لیے کہ آپ روزمرہ کے معاملات میں مشاہدہ کررہے ہیں کہ جو شخص آداب کی رعایت نہیں کرتا اسے لوگ بے ادب، گستاخ، کمینہ اور نہ جانے کیسے کیسے نامناسب القاب سے نوازتے ہیں۔تو جب معاملات میں آداب کی رعایت نہ کرنے کا یہ حال ہے کہ لوگ اسے برا جانتے ہیں اور اس پر ملامت کرتے ہیں تو کیا وہ شخص جو عبادات ودیانات میں آداب کی رعایت نہ کرے اور حنفی ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود امام اعظم علیہ الرحمہ کے قول کی خلاف ورزی کرے وہ ملامت کا مستحق نہیں ہوگا؟۔یقینا ہوگا۔

عزیزان من! اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ سنیوں (بریلویوں) نے امت مسلمہ کے درمیان اختلاف وانتشار کی تخم ریزی کی ہے یا بعض دیوبندی مولویوں نے خود ہی اپنی بدنامی وتباہی کا راستہ ہموار کیا ہے۔

آپ کہتے ہیں: کیا ہم کو غیروں نے تباہ
بندہ پرور! یہ کہیں اپنوں کا ہی کام نہ ہو

﴿۵﴾ مولوی کرامت علی جون پوری اپنی کتاب ''مفتاح الجنہ'' میں اس مسئلہ سے متعلق اس طرح لکھتے ہیں:

''جب اقامت میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہے تب امام اور سب لوگ

کھڑے ہو جائیں،،۔[1]

﴿۶﴾ دیوبندیوں کی کتاب ''راہ نجات'' جو دیوبندیوں کے بعض مدارس میں داخل نصاب ہے۔ اس میں مصنف کتاب اچھی طرح نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر انسان چاہے کہ جیّد نماز پڑھے ایسے طور سے کہ جس میں فرض، واجب، مستحب سب ادا ہوں اور مکروہات سے خالی ہو، وہ نماز یوں ہے کہ اذان کہے اور اس کے پیچھے اقامت یعنی تکبیر ہو اور حَيّ عَلَی الْفَلَاح کے وقت امام اٹھے الخ،،۔[2]

﴿۷﴾ مولوی اعزاز علی مدرس دارالعلوم دیوبند ''نور الإیضاح'' کے حاشیہ ''الإصباح'' میں اس مسئلہ کے تعلق سے لکھتے ہیں:

''وَمِنَ الْأَدَبِ قِیَامُ الْقَوْمِ وَالْإِمَامِ إِنْ کَانَ حَاضِرًا بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ وَقْتَ قَوْلِ الْمُقِیْمِ حَيّ عَلَی الْفَلَاح،،۔

(ترجمہ) اگر امام محراب کے قریب موجود ہو تو امام اور مقتدیوں کا مکبر کے حَيّ عَلَی الْفَلَاح کہنے کے وقت کھڑا ہونا نماز کے آداب میں سے ہے۔

ناظرین کرام! آپ نے دیوبندی مکتب فکر کے فقہا کی عبارات اور ان کے فتاویٰ کا سات نمونہ حوالہ کے ساتھ پڑھ لیا۔ اب سنی (بریلوی) فقہا و محققین کے بھی چند نمونے حوالہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں، پھر تکبیر کے وقت کھڑے ہونے کے اختلافی مسئلہ میں حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے کی کوشش کریں۔

---

[1] ۔مفتاح الجنہ ص ۲۳۔

[2] ۔راہ نجات ص ۱۶، خورشید بک ڈپو، دہلی۔

۔الإصباح علیٰ نور الإیضاح ص ۷۴، محمودیہ، دیوبند.

# سنی علما کی اقوال اوران کے فتاویٰ

﴿۱﴾ اہل سنت وجماعت کے بے باک ترجمان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۱۳۴۰ھ) اس مسئلہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''تکبیر کھڑے ہوکر سننا مکروہ ہے یہاں تک کہ علما نے فرمایا ہے کہ اگر تکبیر ہورہی ہو اور مسجد میں آیا تو بیٹھ جائے اور جب مکبر حَيَّ عَلَى الصَّلَاة پر پہنچے اس وقت سب کھڑے ہوجائیں''۔[۱]

﴿۲﴾ صدرالشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۳۶۷ھ) اس مسئلہ کے تعلق سے اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

''اس مسئلہ کے متعلق عبارات جمع کی جائیں تو بہت طول ہو، بعض عبارات پر اقتصار کیا جاتا ہے۔مجمع الأنہر میں ہے: وإذا قال المؤذن حَيَّ عَلَى الصَّلَاة قام الإمام والجماعة عند علمائنا الثلاثة للإجابة الخ''. جب خود امام اعظم وصاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرمارہے ہیں تو اب ان کے مقلد کو چوں وچرا کی کیا گنجائش۔عام لوگوں میں خلاف سنت یہ رواج پڑ گیا ہے کہ اقامت شروع ہونے سے پہلے ہی کھڑے ہوجاتے ہیں اور بوجہ جہالت بیٹھنے والے پر ملامت کرتے ہیں اور سنت قدیمہ کو اپنی ناواقفی سے نئی بات سمجھتے ہیں، حالاں کہ فقہا تصریح فرماتے ہیں کہ پیشتر سے انتظار نماز میں کھڑا رہنا مکروہ ہے۔ بلکہ اگر کوئی شخص مسجد میں اس وقت آیا کہ اقامت ہورہی ہے تو سنت یہ ہے کہ بیٹھ جائے اور کھڑا رہنا مکروہ ہے۔''۔[۲]

---

۱۔ فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۱۹۔ رضا اکیڈمی، ممبئی۔

۲۔ فتاویٰ امجدیہ ج ۱، ص ۵۳، ۵۴، باب الاذان والاقامۃ، دائرۃ المعارف الامجدیہ، گھوسی، مئو۔

**غور کرنے کا مقام:** میرے منصف مزاج بھائیو! آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ مفتی موصوف علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۶۷ھ) نے آج سے تقریباً ساٹھ ستر سال پہلے ہی اس مسئلہ کی حقیقت کو کتنے اچھے انداز میں سمجھا دیا ہے کہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة پر کھڑے ہونے کے سلسلہ میں متقدمین فقہا کی تصریحات بہت ہیں جن کو جمع کرنا طول کا باعث ہے۔ ہم مقلدوں کے عمل کے لیے یہ جان لینا ہی کافی ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب یہی ہے کہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة پر کھڑا ہونا چاہیے۔ اور ابھرنے والے اختلاف کو تقویت دینے کے بجائے لوگوں کو اس میں الجھنے سے کس خوش اسلوبی کے ساتھ روکنے کی کوشش کی ہے کہ عام لوگوں میں جو اقامت شروع ہونے سے پہلے کھڑے ہونے کا رواج پڑ گیا ہے، یا جو بیٹھنے والوں کو ملامت کرتے ہیں اور اس سنت قدیمہ کو نئی بات سمجھتے ہیں یہ ان کی جہالت اور مسائل شرعیہ سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ہے، ورنہ فقہا تصریح فرماتے ہیں کہ پیشتر سے انتظار نماز میں کھڑا رہنا مکروہ ہے۔

ان عبارات کو پڑھنے کے بعد ہر ذی شعور بآسانی یہ سمجھ سکتا ہے کہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة پر کھڑا ہونا ہی اسلاف کا طریقہ رہا ہے جس سے دیوبندیوں نے انحراف کر کے قوم مسلم کے درمیان انتشار پیدا کیا اور ان کے لیے انحطاط و پستی کا سامان فراہم کیا ہے۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

﴿۳﴾ فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد قبلہ امجدی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۴۲۲ھ) اس سلسلہ میں اس طرح رقم طراز ہیں:

"اقامت کے وقت امام اور مقتدی سب کو بیٹھے رہنے کا حکم ہے۔ کھڑا رہنا مکروہ و منع ہے۔ پھر جب اقامت کہنے والا حَيَّ عَلَى الصَّلَاة پر پہنچے تو اٹھیں اور صفوں کو درست کریں جیسا کہ فقہائے کرام اور شارحین حدیث کے اقوال سے ثابت ہے"۔[1]

---

۱۔ فتاویٰ فیض الرسول ج ۱ ص ۱۹۰، دارالاشاعت فیض الرسول، براؤں شریف، ضلع سدھارتھ نگر۔

انصاف چاہنے والے میرے عزیز دوستو! اب آپ نے دونوں جماعتوں کے علما کی تحریریں اور ان کے فتاویٰ پڑھ لیے اور اس بات سے بخوبی آشنا ہو گئے کہ ہر فریق کے مراجع و مآخذ وہی کتب وشروح اور حواشی ہیں جن کا حوالہ شروع میں پیش کیا جا چکا ہے اور ہر ایک کے جوابات بھی تقریبا یکساں ہیں کہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة وحَيَّ عَلَى الْفَلَاح پر کھڑا ہونا سنت، مستحب، افضل اور آداب نماز سے ہے۔ اور شروع اقامت سے کھڑا ہو جانا خلاف سنت، ترک افضل اور مکروہ ہے۔

## باعث اختلاف کیا ہے؟

اب اس مسئلہ پر غور کرنا ہوگا کہ دونوں فریقوں (سنیوں اور دیوبندیوں) کے درمیان اختلاف کی وجہ کیا ہے۔ میرے اپنے خیال میں اس اختلاف کے دو بنیادی اسباب ہیں جو درج ذیل ہیں:

**پہلا سبب:** اس قسم کے مختلف فیہ مسائل میں بعض علماے دیوبند کا غیر محتاط انداز تحریر اور مستفتی کے حسب منشا جواب دینا ہے جو اصل مسئلہ کی وضاحت کرنے کے بجاے اختلاف کرنے والوں کو تقویت دینے اور ان کے عمل کو درست ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر مگر کے ذریعہ بلا ضرورت ایسی باتیں تحریر کرتے ہیں جن سے لوگ سنن و مستحبات اور آداب کے خلاف عمل کرنے پر جری و دلیر ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر میں فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ثانی سے ایک نمونہ پیش کرتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے آپ ایک بات ذہن نشیں کر لیں کہ صحابۂ کرام اور تابعین عظام کے عہد سعید سے لے کر تیرہویں صدی ہجری تک مسلمانوں کا عمل یہی رہا ہے کہ وہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة و حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پر کھڑے ہوتے، صفیں درست کرتے اور نماز ادا فرماتے۔ اور خود امام اعظم ابو حنیفہ اور صاحبین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم أجمعین کا بھی یہی مذہب ہے۔ جیسا کہ اصل کتابوں کے حوالہ اور سنی و دیوبندی علما کے فتاویٰ سے ظاہر ہو چکا۔ لہذا اب

اگر کوئی شروع اقامت سے کھڑا ہوتا ہے تو یقینا وہی اختلاف کی بنیاد ڈالتا ہے۔اور جو اس کی حمایت میں فتویٰ دیتا ہے وہ اختلاف کو بڑھانے میں برابر کا شریک ہے۔اب آپ نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

مولوی عزیز الرحمٰن عثمانی اس سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''نماز کے آداب میں سے فقہا نے یہ لکھا ہے کہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کے وقت سب کھڑے ہوجاویں،،۔

یہ مسئلہ یہاں تک بالکل صحیح ہے۔اس کے بعد مفتی موصوف کو چاہیے تھا کہ دلیل سے اسے واضح کردیتے اور شروع اقامت سے کھڑے ہونے کا رد کرتے ، یا اگر یہ نہیں ہوسکتا تھا تو اس کا ذکر ہی نہ لاتے۔لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ مذہب امام وعمل سلف صالحین کے خلاف اقدام کرنے والوں کو تقویت پہنچائی اور اس کے آگے اس طرح لکھا:

''لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہوجاویں تو کچھ محل اعتراض نہیں ہے؛ کیوں کہ ترک استحباب اور ترک ادب پر کچھ طعن نہیں ہوسکتا،،۔[۱]

دیکھا آپ نے !مفتی موصوف مقلد ہونے کے باوجود مذہب امام کے خلاف عمل کرنے میں کوئی عیب ہی نہیں سمجھتے ہیں، جب کہ تقلید کا تقاضا یہ ہے کہ بلا چوں و چرا قول امام پر عمل کیا جائے۔

ہے یہ طریق اقتدا چاہیے اس میں اتباع
اس میں چنیں چناں کہاں، اس میں اگر مگر کہاں

**دوسرا سبب:** مسائل شرعیہ سے ناواقف لوگوں کا جماعت میں شامل ہوکر مسجد مسجد، گلی گلی تبلیغ کرنا ہے۔بھلا آپ ہی بتائیں! کالجوں اور یونیورسٹیوں کے وہ طلبہ جن کا قرآن پاک ناظرہ بھی مکمل نہیں ہوتا ہے وہ قرآن وحدیث کی تعلیم کیا دیں گے علاوہ اس کے کہ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

---

۱۔ فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۲، ص ۱۱۲۔ باب اذان واقامت، زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارن پور۔

عموماً ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ امیر جماعت سے سن کر چند مسائل یاد کر لیتے ہیں اور ان کے دلائل سے بالکل غافل ہوتے ہیں، لیکن جب وہ چلہ سے لوٹ کر آتے ہیں تو خود کو کسی مفتی سے کم نہیں سمجھتے ہیں۔ اس لیے جب کسی سنّی سے بات ہوتی ہے تو اس کو سمجھانے کے لیے ایسی من گڑھت دلیلیں پیش کرتے ہیں جن سے نئے نئے اختلافات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ دیکھیں۔ یہ لوگ تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص ان سے اس کی وجہ پوچھتا ہے تو کہتے ہیں کہ ''بیٹھ کر تکبیر سننا تو بریلویوں (سنیوں) نے ایجاد کیا ہے،،۔ اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ ''صف سیدھی کرنا ضروری ہے اور شروع تکبیر میں کھڑے ہوئے بغیر صف سیدھی نہیں ہو سکتی،،۔

ان دلیلوں میں کتنی سچائی ہے؟۔ یہاں تک پڑھنے کے بعد آپ کو خود ہی اندازہ ہو گیا ہوگا۔ اور اس سے جو اختلاف و انتشار بڑھ رہا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔

## کیا بیٹھ کر تکبیر سننا بریلویوں نے ایجاد کیا ہے؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جو یہاں تک کتاب پڑھ لینے کے بعد بے معنیٰ سا معلوم ہوتا ہے؛ کیوں کہ کتابوں کے حوالہ جات اور مصنفین کی تاریخ وفات سے آپ کو معلوم ہو چکا کہ یہ مسئلہ نیا نہیں ہے جسے بریلویوں (سنّیوں) کی ایجاد کہا جائے؛ کیوں کہ بیٹھ کر تکبیر سننا اور حَيَّ عَلَى الصَّلَاة پر کھڑا ہونا تو خیر القرون سے جاری ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے۔

ہاں! اگر یہ کہا جائے کہ مقلد بننے کے باوجود مذہب امام کے خلاف کھڑے ہو کر تکبیر سننا دیوبندیوں نے ایجاد کیا ہے تو یقینا بجا اور درست ہوگا جیسا کہ علمائے دیوبند کے فتاویٰ سے صاف ظاہر ہے۔

اب آپ خود یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ سنّی (بریلوی) بدعتی ہیں یا دیوبندی؟۔ اور فقہ حنفی کے خلاف نیا طریقہ نکال کر امت مسلمہ کے درمیان اختلاف سنّی پیدا کرتے

ہیں یا دیوبندی علما و مبلغین؟۔ کہنے والے نے ٹھیک ہی کہا ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

## کیا بیٹھ کر تکبیر سننے میں صف سیدھی نہیں ہوسکتی؟

اس کا جواب جاننے سے پہلے ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ صفیں درست کرنے کا شرعی حکم کیا ہے۔کیا یہ سنت ہے یا مستحب؟۔آداب نماز میں سے ہے یا واجبات صلاۃ سے؟۔ صفیں سیدھی کرنے کی حکمت اور اس کا راز کیا ہے؟۔اس کے خلاف کرنے میں نقص اور خرابی کیا ہے؟۔یہ سب باتیں جان لینے کے بعد یہ سمجھنا بھی ضروری ہوگا کہ تسویۂ صف کا مدار کس پر ہے،کھڑے ہوکر تکبیر سننے پر یا فوجیوں کی طرح اپنے عمل میں تیزی لانے پر؟۔

## صفیں سیدھی کرنے کا شرعی حکم

صفیں سیدھی کرنا مسنون ہے۔اس میں نماز کا حسن اور اس کی تمامیت ہے۔ مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ فَإِنَّ تَسْوِیَۃَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاۃِ''[1].

(ترجمہ) اپنی صفیں سیدھی کرو؛ کیوں کہ صف سیدھی کرنا تمامیت نماز سے ہے۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1]۔مسلم شریف،باب تسویۃ الصفوف وإقامتها.

”وَأَقِيمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلاَةِ، فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلاَةِ“. ۱

(ترجمہ) نماز میں صفیں سیدھی کرو؛ کیوں کہ صف سیدھی کرنا حسن نماز سے ہے۔

حضرت علامہ نووی علیہ الرحمۃ والرضوان مسلم شریف کے حاشیہ میں تسویۂ صف سے متعلق تحریر فرماتے ہیں: وَقَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاء عَلَى اِسْتِحْبَابِ تَعْدِيلِ الصُّفُوف وَالتَّرَاصّ فِيهَا،،۔۲

(ترجمہ) علما کا اس پر اجماع ہے کہ صفیں سیدھی کرنا اور باہم خوب مل کر کھڑا ہونا مستحب ہے۔

شیخ محدث احمد علی سہارن پوری بخاری شریف کے حاشیہ میں اس سے متعلق اس طرح رقم طراز ہیں:

”وهِيَ (أيْ تَسْوِيَةُ الصَّفِّ) مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ عِنْدَ أَبِي حَنِيْفَةَ“. ۳

(ترجمہ) اور صف سیدھی کرنا امام اعظم ابوحنیفہ (علیہ الرحمہ) کے نزدیک نماز کی سنت ہے۔

ان احادیث واقوال کی روشنی میں معلوم ہوا کہ صفیں سیدھی کرنا نماز کے حسن وکمال میں سے ہے جو بعض علما کے نزدیک مستحب ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک سنت ہے۔

**تسویۂ صف کی حکمت:** تسویۂ صف کی حکمت یہ ہے کہ اس سے باہم اتحاد واتفاق رکھنے کا سبق ملتا ہے اور اللہ جل شانہ کے فضل وکرم سے امید ہے جو اس پر عمل کریں گے ان کے درمیان دوری نہیں ہوگی۔ اور اس کے خلاف کرنے میں اندیشہ ہے کہ لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ بخاری شریف میں ہے:

”قَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عِبَادَ اللّٰهِ! لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ

۱۔ بخاري شريف، باب إقامة الصف من تمام الصلاة.

۲۔ مسلم شریف مع شرحہ الکامل للعلامہ النووی، ج۱، ص۲۲۱۔ متی یقوم الناس۔

۳۔ حاشيۂ صحيح البخاري، ج۱، ص۱۰۰۔ باب تسوية الصف عند الإقامة وبعدها.

اللّٰہُ بَیۡنَ وُجُوھِکُمۡ۔"

(ترجمہ) نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو! یقیناً تم اپنی صفیں سیدھی کروگے یا اللہ تعالیٰ تمھارے آپس میں اختلاف ڈال دے گا۔

مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عِبَادَ اللّٰہ! لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَکُمۡ أَوۡ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰہُ بَیۡنَ وُجُوھِکُمۡ" ۔ ۲

(ترجمہ) اے اللہ کے بندو! یقینا تم اپنی صفیں سیدھی کروگے یا اللہ تعالی تمھارے آپس میں اختلاف ڈال دے گا۔

مذکورہ بالا احادیث کا واضح مطلب یہ ہے کہ صفیں سیدھی نہ کرنے کی صورت میں اندیشہ ہے کہ اللہ جل شانہ لوگوں کے دلوں میں اختلاف اور ان کے درمیان بغض وعداوت پیدا فرمادے گا؛ کیوں کہ صفیں ٹیڑھی ہونا یا صفوں کے درمیان لوگوں کا آگے پیچھے ہونا ظاہری اختلاف ہے اور ظاہری اختلاف باطنی اختلاف کا سبب ہوتا ہے۔

علامہ نووی علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے "شرح صحیح مسلم شریف" میں اس طرح رقم طراز ہیں:

"قِیلَ: مَعۡنَاہُ یَمۡسَخُھَا وَیُحَوِّلُھَا عَنۡ صُوَرِھَا لِقَوۡلِہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: یَجۡعَلُ اللّٰہُ تَعَالیٰ صُوۡرَتَہ صُوۡرَۃَ حِمَارٍ" وَقِیلَ: یُغَیِّرُ صِفَاتھَا وَالۡأَظۡھَر -وَاللہ أَعۡلَمُ- أَنَّ مَعۡنَاہُ یُوقِعُ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَالۡبَغۡضَاءَ وَاخۡتِلَافَ الۡقُلُوبِ ؛لأَنَّ مُخَالَفَتَھُمۡ فِي

۳ الصُّفُوفِ مُخَالَفَۃٌ فِي ظَوَاھِرِھِمۡ، وَاخۡتِلَافُ الظَّوَاھِرِ سَبَبٌ لِاخۡتِلَافِ الۡبَوَاطِنِ"

(ترجمہ) اس حدیث کا ایک معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ جل شانہ چہروں کو مسخ کردے گا اور ان کی صورتیں بدل دے گا؛ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ اس کی صورت گدھے کی صورت بنادے گا۔

---

[1] ۔بخاري شریف باب تسویة الصف عند الإقامة وبعدھا، حدیث نمبر ۶۸۵۔

[2] ۔صحیح مسلم، باب تسویة الصفوف وإقامتھا، حدیث نمبر ۱۰۰۷۔

[3] ۔شرح صحیح مسلم، باب تسویة الصف وإقامتھا.

اور اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی صفات تبدیل کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ تمھارے درمیان بغض وعداوت اور اختلاف پیدا کر دے گا؛ کیوں کہ مقتدیوں کا صف میں آگے پیچھے ہونا ظاہری اختلاف ہے اور ظاہری اختلاف باطنی اختلاف کا سبب ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ صفیں سیدھی کرنا نہایت ضروری ہے کہ کہیں اللہ جل شانہ ہمارے دلوں میں اختلاف پیدا نہ کر دے جو ہماری ناکامی کا سبب ہو۔

**تسویۂ صف کا مدار کس پر ہے؟** تسویۂ صف کا دار و مدار نمازیوں کے اس جذبۂ صادق پر ہے جو انھیں طلبِ رضاے الٰہی کے لیے بے تاب و بے قرار رکھتا ہے اور بازاروں کی جھوٹی آرائش وزیبائش اور عارضی گہما گہمی سے منحرف کر کے خانۂ خدا میں سر بسجود ہونے پر آمادہ کرتا ہے۔ اگر لوگوں کا جذبۂ ایمانی بے دار ہو اور ان کا دل خدا ورسول کی محبت سے سرشار ہو تو وہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پر کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ سے پہلے پہلے صفیں اچھی طرح درست کر سکتے ہیں۔ اور اگر ان کے دلوں میں خدا اور رسول کا خوف باقی نہ ہو، نماز و روزہ صرف ریا کاری و دکھاوا ہو تو ایسی صورت میں اگر تکبیر شروع ہونے سے پہلے کھڑے ہو جائیں تو بھی کما حقہ صفیں درست نہیں کر سکتے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ گورنمنٹ کے عارضی ملازمین کا ایک شعبہ جسے ہم اور آپ فوجی کہتے ہیں، اپنے افسر کی ایک آواز پر بالکل تیار ہو جاتے ہیں خواہ انھیں پہلے سے تیاری کی اطلاع ہو یا نہ ہو۔ یہ ایسا کیوں کر لیتے ہیں؟۔ صرف اسی لیے نہ، کہ ان کے دلوں میں اپنے افسر کا خوف ہوتا ہے۔ تو کیا اگر مسلمانوں کے دلوں میں سب افسروں کے افسر خداے وحدہ لاشریک کا خوف ہو تو وہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پر کھڑے ہو کر صفیں درست نہیں کر سکیں گے۔ یقیناً کر لیں گے۔ اور کرتے بھی ہیں جیسا کہ آپ اہل سنت و جماعت کی مساجد میں اس کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں۔ اور اگر بالفرض صف سیدھی نہ ہو سکی تو امام انتظار کر سکتا ہے کہ صف سیدھی ہو جائے۔

لہذا معلوم ہوگیا کہ بیٹھ کر اقامت سننا صفیں درست کرنے سے مانع نہیں ہے۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پر کھڑے ہوکر صفیں اچھی طرح درست کی جاسکتی ہیں؛ لیکن شرط یہ ہے کہ دل میں عبادت وریاضت کا ذوق اور صحابۂ کرام وتابعین عظام وسلف صالحین کی زندگی کو عملی نمونہ بنانے کا شوق ہو۔ شروع تکبیر سے کھڑا ہونا اور اس کی تبلیغ کرنا سنت پر عمل کرنے کے لیے نہیں ہے، بلکہ مسلمانوں کو اسلاف کے طریقۂ عبادت سے منحرف کرنے کا ایک حسین انداز ہے۔ اگر صف سیدھی کرنے کی سنت کا واقعی اہتمام ہے تو پہلے ہی سے کیوں نہیں صف برابر کر کے بیٹھتے۔ صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ ''مصنف بہار شریعت'' نے اس سلسلے میں بڑی واضح بات کہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''وہابیہ کو جب اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق ہی نہیں تو ان کی آرزو ہوگی کہ سنت پر عمل نہ ہو، اوراس کے لیے طرح طرح کے حیلے نکالیں گے، پہلے ہی سے کیوں نہیں صف برابر کر کے بیٹھتے، اور افضل یہ ہے کہ بعد ختم اقامت امام نماز شروع کرے اگرچہ بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلَاة بھی شروع کرنا جائز ہے کما في الغنية۔ اوراگر صف سیدھی نہ ہوئی تو امام انتظار کرسکتا ہے''۔ [1]

## دوسری صورت اوراس کے دلائل

دوسری صورت یعنی اقامت کے وقت امام مسجد میں نہ ہو، خواہ اپنے حجرہ میں ہو یا کہیں اور ہو۔

اس صورت میں حکم یہ ہے کہ مکبر جب تک امام کو آتا ہوا نہ دیکھے اقامت کہنا شروع نہ کرے۔ لیکن اگر جماعت کا مقررہ وقت ہوگیا اور مکبر نے اقامت شروع

[1] فتاوی امجدیہ، ج ۱، ص ۵۴، باب الأذان والإقامة، دائرة المعارف الأمجدیہ، گھوسي، مئو۔

کردی تو مقتدی اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک کہ امام مسجد میں داخل نہ ہوجائے اگرچہ اقامت ختم ہوچکی ہو۔اب اگر امام سامنے سے مسجد میں داخل ہوتو اسے دیکھتے ہی سب مقتدی کھڑے ہوجائیں۔اور اگر صفوں کی طرف سے آئے تو جس صف سے گزرے وہ صف کھڑی ہوجائے۔اس حکم کو ذہن میں رکھ کر دلائل کا حوالہ جات کے ساتھ مطالعہ فرمائیں:

﴿۱﴾ بخاری شریف میں ہے:

”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي“.

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن ابو قتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو تم لوگ کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔

﴿۲﴾ مسلم شریف میں یہی حدیث بعینہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔[۲]

﴿۳﴾ مشکوٰۃ المصابیح میں یہی حدیث کچھ اضافہ کے ساتھ اس طرح ہے:

”عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي قَدْ خَرَجْتُ“.

(ترجمہ) حضرت ابو قتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو تم لوگ کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو کہ میں (حجرہ) سے نکل چکا۔

مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں یہ مسئلہ بالکل واضح ہوگیا کہ اس دوسری

---

۔صحيح البخاري، باب متى يقوم الناس إِذَا رَأَوُا الإِمَامَ عِنْدَ الإِقَامَةِ۔حديث نمبر ۲۲۔

۲۔صحيح مسلم، باب متى يقوم الناس للصلاة. حديث نمبر ۳۰.

۔مشكوٰة المصابيح، ص۶۷. مجلس بركات، جامعه اشرفيه، مبارك پور۔

صورت میں بھی اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اگر کوئی کھڑا ہو تو اسے روکنا چاہیے جیسا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل سے ظاہر ہے۔
چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے:[1]

”عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى النَّاسَ قِيَامًا يَنْتَظِرُوْنَهُ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ سَامِدِيْنَ أَيْ وَاقِفِيْنَ مُتَحَيِّرِيْنَ؛ وَلِأَنَّ الْقِيَامَ لِأَجْلِ الصَّلَاةِ وَلَا يُمْكِنُ أَدَاؤُهَا بِدُوْنِ الْإِمَامِ فَلَمْ يَكُنِ الْقِيَامُ مُفِيْدًا“.

(ترجمہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ صحابہ کھڑے ہو کر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمھیں کھڑا ہوا حیران دیکھ رہا ہوں۔ اور اس لیے کہ مقتدیوں کا کھڑا ہونا نماز کے لیے ہے اور نماز کی ادائیگی امام کے بغیر ممکن نہیں، تو کھڑا ہونا مفید بھی نہیں ہوگا۔

اور صحابۂ کرام کو اس طرح کرنے سے منع فرمادیا جیسا کہ بخاری اور مسلم کی حدیث إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِي سے واضح ہو چکا۔ اب اس صورت سے متعلق فقہائے کرام کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

﴿۴﴾ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:[2]

”إِذَا كَانَ الْإِمَامُ خَارِجَ الْمَسْجِدِ فَإِنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ مِنْ قِبَلِ الصُّفُوْفِ فَكُلَّمَا جَاوَزَ صَفًّا قَامَ ذَٰلِكَ الصَّفُّ... وَإِنْ كَانَ الْإِمَامُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ مِنْ قُدَّامِهِمْ يَقُوْمُوْنَ كَمَا رَأَوا الْإِمَامَ“.

(ترجمہ) جب امام (اقامت کے وقت) مسجد سے باہر ہو تو اگر وہ صفوں کی طرف سے مسجد میں آئے تو جس صف سے گزرے وہ صف کھڑی ہو جائے۔ اور اگر امام مقتدیوں کے آگے سے مسجد میں داخل ہو تو سب اسے دیکھتے ہی کھڑے ہو جائیں۔

---

[1] بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، فصل في سنن حكم التكبير أيام التشريق۔
[2] الفتاویٰ الهندية، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما.

﴿۵،۶﴾ حضرت علامہ عینیؒ ''عمدة القاري'' میں اور شیخ محدث احمد علی سہارن پوری ''حاشیۂ صحیح البخاري'' میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

''وَإِذَا لَمْ يَكُنِ الْإِمَامُ فِي الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ إِلٰى أَنَّهُمْ لَا يَقُوْمُوْنَ حَتّٰى يَرَوْهُ''.

(ترجمہ) جب امام (اقامت کے وقت) مسجد میں نہ ہو تو جمہور کا مذہب یہ ہے کہ لوگ اسے مسجد میں داخل ہوتا ہوا دیکھ کر ہی کھڑے ہوں۔

﴿۷﴾ علامہ عبدالحئی فرنگی محلی ''تعليق الممجد على مؤطا إمام محمد'' میں فرماتے ہیں:

''قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَأَصْحَابه: إِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُمُ الْإِمَامُ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَقُوْمُوْنَ حَتّٰى يَرَوا الْإِمَامَ''.

(ترجمہ) امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے فرمایا کہ جب (اقامت کے وقت) امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں نہ ہو تو مقتدی اسے مسجد میں داخل ہوتا ہوا دیکھ کر ہی کھڑے ہوں۔

﴿۸﴾ درمختار میں ہے:

''وَإِنْ دَخَلَ مِنْ قُدَّامٍ قَامُوْا حِيْنَ يَقَعُ بَصَرُهُمْ عَلَيْهِ... وَإِنْ خَارِجَهُ قَامَ كُلُّ صَفٍّ يَنْتَهِيْ إِلَيْهِ''

(ترجمہ) اور اگر امام سامنے سے مسجد میں آئے تو جب امام پر نظر پڑے سب کھڑے ہوجائیں اور اگر صفوں کی طرف سے آئے تو جس صف کے پاس سے گزرے وہ صف کھڑی ہوجائے۔

---

[1]-عمدة القاري شرح صحيح البخاري، باب متى يقوم الناس إذا رأوا الإمام عند الإقامة.

[2]-تعليق الممجد على مؤطا إمام محمد ص ۸۹ مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔

[3]-الدر المختار، ج ۱، ص ۵۱۶، دار الفكر، بيروت، لبنان.

﴿۹﴾ بدائع الصنائع میں ہے:

”فَإِنْ كَانَ خَارِجَ الْمَسْجِدِ لَا يَقُوْمُوْنَ مَا لَمْ يَحْضُرْ؛ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {لَا تَقُوْمُوْا فِي الصَّفِّ حَتّٰى تَرَوْنِي خَرَجْتُ}.

وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى النَّاسَ قِيَامًا يَنْتَظِرُوْنَهُ فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ سَامِدِيْنَ أَيْ وَاقِفِيْنَ مُتَحَيِّرِيْنَ ؛وَلِأَنَّ الْقِيَامَ لِأَجْلِ الصَّلَاةِ وَلَا يُمْكِنُ أَدَاؤُهَا بِدُوْنِ الْإِمَامِ فَلَمْ يَكُنِ الْقِيَامُ مُفِيْدًا ، ثُمَّ إِنْ دَخَلَ الْإِمَامُ مِنْ قُدَّامِ الصُّفُوْفِ فَكَمَا رَأَوْهُ قَامُوْا . . . وَإِنْ دَخَلَ مِنْ وَرَاءِ الصُّفُوفِ فَالصَّحِيحُ أَنَّهُ كُلَّمَا جَاوَزَ صَفًّا قَامَ ذٰلِكَ الصَّفُّ،،.

(ترجمہ) اگر امام مسجد سے باہر ہو تو مقتدی کھڑے نہ ہوں جب تک کہ امام آنہ جائے؛ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو تم لوگ کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو کہ میں (حجرہ سے) نکل چکا۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ صحابہ کھڑے ہو کر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمھیں کھڑا ہوا حیران دیکھ رہا ہوں۔ اور اس لیے کہ مقتدیوں کا کھڑا ہونا نماز کے لیے ہے اور نماز کی ادائیگی امام کے بغیر ممکن نہیں، تو کھڑا ہونا مفید بھی نہیں ہوگا۔

پھر اگر امام صفوں کے سامنے سے مسجد میں داخل ہو تو جب مقتدی اسے دیکھیں فوراً کھڑے ہو جائیں۔ اور اگر وہ صفوں کے پیچھے سے آئے تو صحیح یہ ہے کہ جس صف سے گزرتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے۔

﴿۱۰﴾ حاشیۂ کنز الدقائق میں ہے:

”هٰذَا (أَيِ الْقِيَامُ حِيْنَ قِيْلَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ )إِذَا كَانَ الْإِمَامُ بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ وَقَفَ كُلُّ صَفٍّ يَنْتَهِيْ إِلَيْهِ الْإِمَامُ عَلَى الْأَصَحِّ وَلَوْ دَخَلَ مِنْ

---

[1]-بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، فصل في سنن حكم التكبير أيام التشريق۔

أَمَامِهِمْ قَامُوْا حِيْنَ يَقَعُ بَصَرُهُمْ عَلَيْهِ،،.

(ترجمہ) یہ (یعنی حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پر کھڑا ہونا) اس وقت ہے جب کہ امام محراب کے قریب موجود ہو۔ لیکن اگر محراب کے قریب موجود نہ ہو تو جس صف کے پاس پہنچے وہ صف کھڑی ہو۔ صحیح قول یہی ہے۔ اور اگر امام مقتدیوں کے آگے سے داخل ہو تو سب اس وقت کھڑے ہوں جب امام پر ان کی نظر پڑے۔

﴿۱۱﴾ البحر الرائق میں ہے:

"وَالْقِيَامُ حِيْنَ قِيْلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ؛ لِأَنَّهُ أَمْرٌ بِهِ فَيُسْتَحَبُّ الْمُسَارَعَةُ إِلَيْهِ.. . إِنْ كَانَ الْإِمَامُ بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ وَإِلَّا فَيَقُوْمُ كُلُّ صَفٍّ يَنْتَهِيْ إِلَيْهِ الْإِمَامُ، وَهُوَ الْأَظْهَرُ، وَإِنْ دَخَلَ مِنْ قُدَّامٍ وَقَفُوْا حِينَ يَقَعُ بَصَرُهُمْ عَلَيْهِ".

(ترجمہ) اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پر کھڑا ہونا آدابِ نماز سے ہے؛ اس لیے کہ تکبیر میں قیام کا حکم ہے تو اس کی بجا آوری مستحب ہے اگر امام محراب کے قریب موجود ہو، ورنہ جس صف کے پاس پہنچے وہ صف کھڑی ہو۔ یہی قول زیادہ ظاہر ہے۔ اور اگر امام مقتدیوں کے آگے سے داخل ہو تو سب اس وقت کھڑے ہوں جب امام پر ان کی نظر پڑے۔

﴿۱۲﴾ مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر میں ہے:

۳ "وَإِنْ كَانَ الْإِمَامُ غَائِبًا... لَا يَقُوْمُوْنَ حَتَّى يَحْضُرَ؛ لِأَنَّهُ لَا فَائِدَةَ فِي الْقِيَامِ".

(ترجمہ) اور اگر امام محراب کے قریب موجود نہ ہو تو مقتدی کھڑے نہ ہوں یہاں تک کہ امام آجائے؛ کیوں کہ امام کی عدم موجودگی میں کھڑے ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

﴿۱۳﴾ مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح م یں ہے:

۴ "وَإِنْ لَمْ يَكُنْ حَاضِرًا يَقُوْمُ كُلُّ صَفٍّ حِيْنَ يَنْتَهِيْ إِلَيْهِ الْإِمَامُ فِي الْأَظْهَرِ".

---

[1] ۔حاشیۂ کنز الدقائق ص ۴۲ ۔باب آداب الصلاۃ.

[2] ۔البحر الرائق شرح کنز الدقائق، باب آداب الصلاۃ.

۔مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، باب صفة الأذان.

[4] ۔مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، فصل من آداب الصلاۃ.

(ترجمہ) اوراگرامام (محراب کے قریب) موجود نہ ہوتو ہرصف اس وقت کھڑی ہوجب کہ امام اس کے پاس پہنچے۔یہی قول زیادہ ظاہر ہے۔

﴿۱۴﴾مبسوط سرخسي میں ہے:

”وَكَذٰلِكَ إِذَالَمْ يَكُنِ الْإِمَامُ مَعَهُمْ فِي الْمَسْجِدِ يُكْرَهُ لَهُمْ أَنْ يَقُوْمُوْا فِي الصَّفِّ حَتَّى يَدْخُلَ الْإِمَامُ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: {لَا تَقُوْمُوْا فِي الصَّفِّ حَتَّى تَرَوْنِي خَرَجْتُ}

(ترجمہ) اوریوں ہی جب امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں موجود نہ ہوتو ان کا صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے یہاں تک کہ امام مسجد میں آجائے؛اس لیے کہ رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو) تم لوگ کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔

محترم حضرات !فقہ کی ان چودہ مستند کتابوں کی عبارات کی روشنی میں یہ امر آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہوگیا کہ اس دوسری صورت میں بھی اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہوجانا مکروہ ہے۔خیرالقرون سے لے کراب تک تمام سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کا عمل یہی رہا ہے کہ وہ اس صورت میں بھی بیٹھ کر اقامت سنتے اورامام کو مسجد میں داخل ہوتا دیکھ کر کھڑے ہوتے۔اورتمام علماے کرام وفقہاے عظام اسی کا حکم دیتے۔جیسا کہ مندرجہ بالا کتابوں کی عبارتوں اوران کے مصنفین کی تاریخ وفات سے ظاہر ہے۔

اب آیئے اخیر میں دیوبندی علما کے بھی چند اقوال وفتاویٰ پڑھتے چلیں تاکہ یہ واضح ہوجائے کہ علماے دیوبند پہلی صورت کی طرح اس صورت میں بھی بیٹھ کر تکبیر سننے کا فتویٰ دیتے ہیں:

﴿۱۵﴾ إمداد الأحکام میں ہے:

”اوراگرامام وقت اقامت کے مسجد میں اورقرب محراب میں موجود نہ ہوتو جب تک امام کو آتا نہ دیکھیں سب لوگ بیٹھیں رہیں خواہ اقامت پوری ہی ہوجائے ،غرض

---

۱۔المبسوط فی شرح الکافی،باب افتتاح الصلاۃ،ج۱،ص۳۹،تونسی،مصر۔

اس وقت امام کو بدون دیکھے کھڑا ہونا مکروہ ہے،،۔ [1]

﴿۱۶﴾ فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

''امام وہاں (مسجد میں) موجود نہ ہو، بلکہ کسی دوسری جگہ سے سامنے آئے تو جس وقت امام پر نظر پڑے اسی وقت سب کو کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر مصلّی کے سامنے نہیں ہے، بلکہ مقتدیوں میں ہوکر دوسری جانب سے یعنی پیچھے سے آئے تو جس صف میں پہنچتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے حتیٰ کہ مصلّی پر پہنچنے کے وقت سب صفیں کھڑی ہو جائیں،،۔ [2]

﴿۱۷﴾ الإصباح علی نور الإیضاح میں ہے:

''وَإِنْ لَمْ يَكُنْ حَاضِراً يَقُوْمُ كُلُّ صَفٍّ يَنْتَهِي الْإِمَامُ إِلَيْهِ''.

(ترجمہ) اور اگر امام (محراب کے قریب) موجود نہ ہو تو ہر صف اس وقت کھڑی ہو جب کہ امام اس کے پاس پہنچے۔

علمائے دیوبند کے ان اقوال سے واضح ہو گیا کہ جماعتِ تبلیغی اور عام دیوبندی اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہوکر جہاں متقدمین فقہا کے اقوال سے روگردانی کرتے ہیں وہیں اپنے علما کے فتاویٰ سے بھی انحراف کرتے ہیں۔

اب یہ انحراف وروگردانی کیوں ہے؟۔ کیا یہ خود مجتہد ہیں کہ ان کے لیے فقہا کا قول قابل حجت نہیں ہے، یا ان حقائق سے ناواقف ہیں کہ ان کے موافق عمل کریں؟۔ یا قوم مسلم کے اندر اختلاف وانتشار پید کر کے اسے کمزور کرنا چاہتے ہیں؟۔ آخر اس طرح احکام شرعیہ کی کھلی خلاف ورزی کرنے میں کیا راز پنہاں ہے۔ اس کا جواب وہی دے سکتے ہیں۔ ہم نے تو آپ کے سامنے احادیث رسول اور فقہائے متقدمین ومتاخرین کے اقوال وارشادات پیش کر دیے ہیں۔ اب یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ کون صحیح کرتا ہے اور کون غلط کرتا ہے؟۔ کس کی نیت دین متین کی خدمت ہے اور کس کی نیت جاہ واقتدار کا حصول ہے؟۔

---

[1] ۔امداد الاحکام ج ۲، ص ۴۴۔ زکریا بک ڈپو، دیوبند.

[2] ۔فتاویٰ محمودیہ، ج ۷، ص ۳۱، زکریا بک ڈپو، دیوبند۔

[3] ۔ الإصباح علی نور الإیضاح.

# تیسری صورت کے دلائل

تیسری صورت یعنی امام اور مقتدی مسجد کے اندر موجود ہوں اور امام خود ہی اقامت کہے۔

اس صورت میں حکم یہ ہے کہ سب لوگ بیٹھ کر اقامت سنیں اور اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک امام اقامت سے فارغ نہ ہوجائے۔اب اس صورت کے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

﴿۱﴾ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وَإِنْ كَانَ الْمُؤَذِّنُ وَالْإِمَامُ وَاحِداًفَإِنْ أَقَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَالْقَوْمُ لَا يَقُوْمُوْنَ مَا لَمْ يَفْرُغْ مِنَ الْإِقَامَةِ".

(ترجمہ) اگر مکبر ہی امام ہواور مسجد کے اندر اقامت کہے تو مقتدی کھڑے نہ ہوں جب تک کہ وہ اقامت سے فارغ نہ ہوجائے۔

﴿۲﴾ درمختار میں ہے:

۲ "إِذَا أَقَامَ الْإِمَامُ بِنَفْسِهِ فِي مَسْجِدٍ فَلَا يَقِفُوْا حَتَّى يُتِمَّ إِقَامَتَهُ".

(ترجمہ) جب امام کسی مسجد میں خود ہی اقامت کہے تو مقتدی کھڑے نہ ہوں یہاں تک کہ وہ اقامت پوری کرلے۔

﴿۳﴾ البحر الرائق میں ہے:

"فَإِنْ كَانَ (الْمُؤَذِّنُ وَالْإِمَامُ) وَاحِدًا أَوْ أَقَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَالْقَوْمُ لَا يَقُوْمُوْنَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ إِقَامَتِهِ كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ".

---

الفتاوى الهندية، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما.

درمختار، آداب الصلاة، ج ۱، ص ۵۱۶، دار الفكر، بيروت، لبنان.

۔البحر الرائق شرح كنز الدقائق، آداب الصلاة.

(ترجمہ) اگر مکبر ہی امام ہو اور مسجد میں اقامت کہے تو مقتدی کھڑے نہ ہوں یہاں تک کہ وہ اقامت سے فارغ ہو جائے۔

﴿۴﴾ مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر میں ہے:

"لَوْ كَانَ الْإِمَامُ مُؤَذِّنًا لَمْ يَقُمِ الْقَوْمُ إِلَّا عِنْدَ الْفَرَاغِ".[1]

(ترجمہ) اگر امام مکبر ہو تو مقتدی اقامت سے فارغ ہونے کے وقت ہی کھڑے ہوں۔

﴿۵﴾ المبسوط للسرخسي میں ہے:

"فَإِنْ كَانَ هُوَ الْإِمَامَ لَمْ يَقُومُوا حَتَّى يَفْرُغَ مِنَ الْإِقَامَةِ ؛ لِأَنَّهُمْ تَبَعٌ لِلْإِمَامِ وَإِمَامُهُمُ الْآنَ قَائِمٌ لِلْإِقَامَةِ لَا لِلصَّلَاةِ".[2]

(ترجمہ) اگر مکبر ہی امام ہو تو مقتدی کھڑے نہ ہوں یہاں تک کہ وہ اقامت سے فارغ ہو جائے، کیوں کہ وہ سب امام کے تابع ہیں اور ان کا امام اس وقت اقامت کے لیے کھڑا ہے نہ کہ نماز کے لیے۔

﴿۶﴾ المحيط البرهاني میں ہے:

"وَإِنْ كَانَ الْإِمَامُ وَالْمُؤَذِّنُ وَاحِداً فَإِنْ أَقَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَالْقَوْمُ لَا يَقُوْمُوْنَ مَا لَمْ يَفْرُغْ مِنَ الْإِقَامَةِ، لِأَنَّهُمْ لَوْ قَامُوْا قَامُوْا لِأَجْلِ الصَّلَاةِ. وَلَا وَجْهَ إِلَيْهِ، لِأَنَّهُمْ تَابِعُوْنَ لِإِمَامِهِمْ وَقِيَامُ إِمَامِهِمْ فِي هٰذِهِ الْحَالَةِ لِأَجْلِ الْإِقَامَةِ، لَا لِأَجْلِ الصَّلَاةِ".[3]

(ترجمہ) اور اگر امام ہی مکبر ہو اور مسجد میں اقامت کہے تو مقتدی کھڑے نہ ہوں یہاں تک کہ وہ اقامت سے فارغ ہو جائے؛ کیوں کہ مقتدی اگر کھڑے ہوں گے تو نماز کے لیے کھڑے ہوں گے اور ابھی اس کی کوئی صورت نہیں ہے؛ اس لیے کہ وہ اپنے امام کے تابع ہیں اور ان کا امام اس وقت اقامت کے لیے کھڑا ہے نہ کہ نماز کے لیے۔

---

۱۔ مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، باب صفة الأذان.

۲۔ المبسوط في شرح الكافي للسرخسي، باب افتتاح الصلاة.

۳۔ الميحط البرهاني، باب في الفصل بين الأذان والإقامة.

# ضمیر کا فیصلہ

محترم حضرات! اقامت کے وقت امام ومقتدی کب کھڑے ہوں اس تعلق سے ہم نے سنّی (بریلوی) اور دیوبندی دونوں مکتب فکر کے افکار ونظریات کو واضح کرتے ہوئے اس رسالہ میں چالیس کتابوں کا حوالہ پیش کر دہا ہے۔ان کتابوں کے نام، ان کے مصنفین کے نام اور ان کی تاریخ وفات آپ اجمالی طور سے مآخذ ومراجع میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔

اب یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہونا چاہیے یا نہیں؟۔ بیٹھ کر اقامت سننا اور حَيَّ عَلَى الصَّلَاة و حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پر کھڑا ہونا سنیوں(بریلویوں) کی ایجاد اور بدعت ہے یا ان پر بدعت کا جھوٹا الزام؟۔کھڑے ہوکر اقامت سننا متقدمین فقہا کے اقوال کے موافق ہے یا ان کے خلاف نیا اقدام؟۔پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک سوادِ اعظم کا عمل کیا تھا بیٹھ کر اقامت سننا یا کھڑے ہوکر؟۔

اگر آپ نے تعصب وعناد سے ہٹ کر محض حق جاننے اور حق سمجھنے کے لیے یہ رسالہ پڑھا ہے تو ہمیں یقین ہے کہ آپ کا ضمیر خود ہی آپ کو ان سارے سوالوں کا تشفی بخش جواب دے دے گا۔اللہ جلّ شانہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کو حق سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یا ربّ العٰلمین.وماعلینا إلا البلاغ.

×××××××××××××××××××××××××××××××××××

×××××××××××××××××××××××××××××

# مآخذ ومراجع

| نام کتاب | نام مصنف و مرتب | سن وفات |
|---|---|---|
| ۱۔ مؤطاامام محمد | امام محمد شیبانی علیہ الرحمۃ والرضوان | ۱۸۹ھ |
| ۲۔ بخاری شریف (جلداول) | شیخ محمد اسمٰعیل بخاری | ۲۵۶ھ |
| ۳۔ مسلم شریف (جلداول) | ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری | ۲۶۱ھ |
| ۴۔ مبسوط سرخسی (جلداول) | شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی | ۴۸۳ھ |
| ۵۔ فتاویٰ ولوالجیہ (جلداول) | ابوالفتح ظہیرالدین بن ابوحنیفہ بن عبدالرزاق | ۵۴۰ھ |
| ۶۔ فتاویٰ سراجیہ | علامہ سراج الدین علی بن عثمان اوشی | ۵۷۵ھ |
| ۷۔ بدائع الصنائع (جلداول) | ملک العماء علاؤالدین ابوبکر بن مسعود کاسانی | ۵۸۷ھ |
| ۸۔ وقایہ | علامہ محمود بن صدرالشریعہ عبیداللہ | ۶۷۳ھ |
| ۹۔ شرح مسلم شریف (جلداول) | علامہ محی الدین یحی بن شرف الدین نووی | ۶۷۶ھ |
| ۱۰۔ کنزالدقائق | ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی | ۷۱۰ھ |
| ۱۱۔ فتاویٰ تاتارخانیہ (جلداول) | علامہ ابن العلاء دہلوی | ۷۸۶ھ |
| ۱۲۔ عمدۃ القاری (جلدپنجم) | شیخ بدرالدین محمود بن احمد عینی | ۸۵۵ھ |
| ۱۳۔ البحرالرائق (جلداول) | امام زین الدین بن ابراہیم بن نجیم مصری | ۹۷۰ھ |
| ۱۴۔ تنویرالابصار | شیخ محمد بن عبداللہ بن احمد تمرتاشی | ۱۰۰۴ھ |
| ۱۵۔ اشعۃ اللمعات (جلداول) | محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی | ۱۰۵۲ھ |
| ۱۶۔ نورالایضاح | ابوالاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی | ۱۰۶۹ھ |
| ۱۷۔ مراقی الفلاح | ابوالاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی | ۱۰۶۹ھ |
| ۱۸۔ مجمع الانہر | علامہ عبدالرحمٰن بن شیخ محمد سلیمان | ۱۰۷۸ھ |
| ۱۹۔ درمختار (جلداول) | شیخ محمد بن علی بن محمد حصکفی | ۱۰۸۸ھ |
| ۲۰۔ فتاویٰ عالمگیری (جلداول) | شیخ نظام الدین وجماعۃ من علماء الہند | ۱۱۶۱ھ |

| نام کتاب | نام مصنف و مرتب | سن وفات |
|---|---|---|
| ۲۱۔مالابدمنہ | قاضی ثناءاللہ پانی پتی | ۱۲۲۵ھ |
| ۲۲۔حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی | علامہ احمد بن محمد بن اسمٰعیل طحطاوی | ۱۲۴۱ھ |
| ۲۳۔ردالمحتار علی الدرالمختار | علامہ محمد امین بن عابدین شامی | ۱۲۵۲ھ |
| ۲۴۔عمدۃ الرعایۃ | علامہ عبدالحئ فرنگی محلی لکھنوی | ۱۳۰۴ھ |
| ۲۵۔تعلیق الممجد | علامہ عبدالحئ فرنگی محلی لکھنوی | ۱۳۰۴ھ |
| ۲۶۔فتاویٰ رضویہ (جلددوم) | اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری | ۱۳۴۰ھ |
| ۲۷۔فتاویٰ امجدیہ (جلداول) | صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی | ۱۳۶۷ھ |
| ۲۸۔الفقہ علی المذاہب الاربع | شیخ عبدالرحمٰن جزیری مصری | ۱۲۸۴ھ |
| ۲۹۔مشکوٰۃ المصابیح | شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی | ۷۴۲ھ |
| ۳۰۔فتاویٰ فیض الرسول (جلداول) | مفتی جلال الدین احمد امجدی | ۱۴۲۲ھ |
| ۳۱۔المحیط البرہانی | محمود بن احمد بن الصدر الشہید | ..—— |
| ۳۲۔مفتاح الجنۃ | مولوی کرامت علی جون پوری | ۱۲۹۰ھ |
| ۳۳۔حاشیۂ صحیح البخاری | شیخ محدث احمد علی سہارن پوری | ۱۲۹۸ھ |
| ۳۴۔حاشیۂ کنزالدقائق | مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی | ۱۳۱۲ھ |
| ۳۵۔الاصباح علی نورالایضاح | مولوی محمد اعزاز علی دیوبندی | ۱۳۷۴ھ |
| ۳۶۔امدادالاحکام (جلددوم) | مولوی ظفر احمد عثمانی وعبدالکریم گمتھلوی | —— |
| ۳۷۔امدادالفتاویٰ (جلداول) | مولوی اشرف علی تھانوی | ۱۳۶۲ھ |
| ۳۸۔فتاویٰ محمودیہ (جلد ہفتم) | مولوی محمود حسن دیوبندی | —— |
| ۳۹۔فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (جلددوم) | مولوی عزیزالرحمٰن عثمانی | —— |
| ۴۰۔راہِ نجات | —— | —— |

# تعارف مؤلف ایک نظر میں

*********************************

(ناشر:-ماخوذ از مرضاۃ حل مرقات، مطبوعہ مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور)

*****************************************************************

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**نام ونسب:** ساجد علی بن حاجی لیاقت علی بن منگرو بن عظیم اللہ بن سیف اللہ انصاری

**مولد ومسکن:** موضع سیا، پوسٹ منہدو پار، ضلع سنت کبیر نگر، یوپی۔

**تاریخ پیدائش:** ۵/شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ۔ مطابق یکم جولائی ۱۹۷۹ء۔

## حصول تعلیم اور مدارس

۱۔ دار العلوم اہل سنت عزیزیہ شمس العلوم، منہدو پار، ضلع سنت کبیر نگر، یوپی۔

۲۔ دار العلوم اہل سنت تنویر الاسلام، امرڈوبھا، بکھرا بازار، ضلع سنت کبیر نگر، یوپی۔

۳۔ جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، ضلع مئو۔ ۴۔ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ۔

## تدریسی خدمات

۱۔ دار العلوم وارثیہ، وشال کھنڈ ۴، گومتی نگر، لکھنؤ۔

از: ۱۰/شوال ۱۴۱۹ھ/ ۲۷/جنوری ۱۹۹۹ء۔ تا۔ ۸/شوال ۱۴۲۲ھ/ ۲۴/دسمبر ۲۰۰۱ء

۲۔ دار العلوم اہل سنت اشرفیہ مصباح العلوم، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی۔

از: ۹/شوال ۱۴۲۲ھ/ ۲۵/دسمبر ۲۰۰۲ء۔ تا۔ حال (بحیثیت مدرس نائب عالیہ)

## تصنیفات وتالیفات

۱۔ قواعد النحو۔ ۲۔ دراسۃ الصرف۔ ۳۔ مرضاۃ حل مرقات (حاشیۂ مرقات) ۴۔ حاشیۂ میزان الصرف۔ ۵۔ حاشیۂ منشعب۔ ۶۔ حاشیۃ المدیح النبوی۔ ۷۔ عظمت نماز۔ ۸۔ عظمت زکات۔ ۹۔ شادی اور طرز زندگی۔ ۱۰۔ مسئلۂ اقامت (یعنی اقامت کے وقت کھڑے ہونے کی تین صورتیں)۔ وغیرہ۔

# مضامین کی ایک جھلک